اِصلاحِ باطِن

اور اس کا طریقہ

از افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا الحاج شاہ اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ

مُرتّبہ

حضرت مولانا حافظ القاری الحاج شاہ سیّد بلال حسین صاحب تھانوی

خلیفۂ مجاز

محی السنۃ والدین شیخ الطریقت حضرت مولانا حافظ القاری الحاج

شاہ سیّد ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

شعبہ نشر واشاعت جامع العلوم اشرفیہ باغپت شہر یوپی انڈیا

فون (مدرسہ): ۰۱۲۳۶-۲۱۷۴۷، (رہائش): ۰۱۲۳۶-۲۱۱۴۷۵

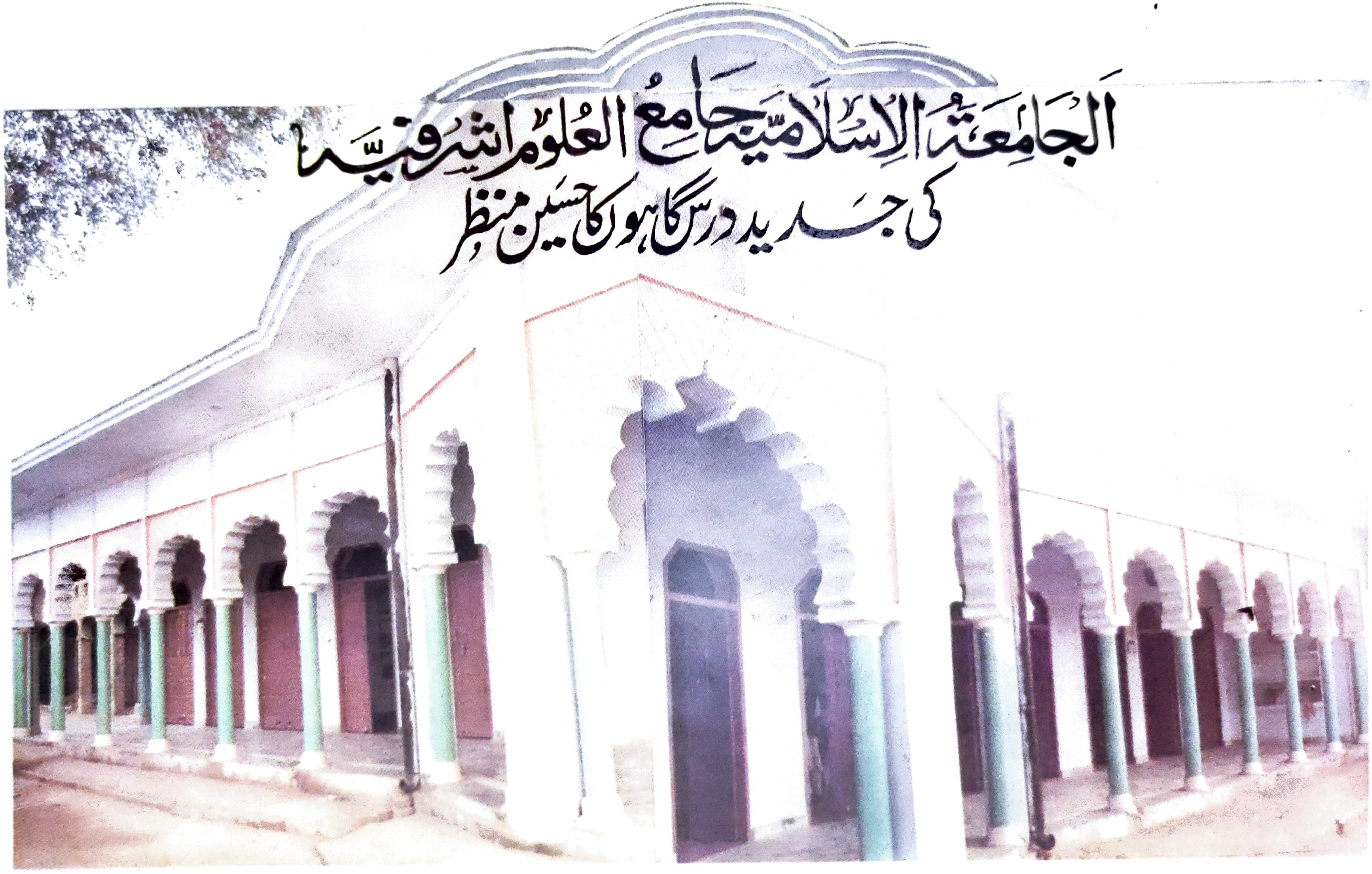

الجامعۃ الاسلامیہ جامع العلوم اشرفیہ
کی جدید درسگاہوں کا حسین منظر

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	تقریظ حضرت مولانا الحاج ولی احمد صاحب مدظلہ	۵
۲	فکر اصلاح	۷
۳	تقویٰ کی حقیقت	۱۱
۴	اصلاح باطن کا دوسرا نام تقویٰ	۱۲
۵	امراض باطنی کیا ہیں	۱۳
۶	فکر کے بغیر علاج ناممکن ہے	۱۴
۷	علاج امراض باطنہ	۱۵
۸	فکر اصلاح باطن ہی کو تقویٰ کہتے ہیں	۱۵
۹	اس طریق میں فکر و دھن بڑی چیز ہے	۱۶
۱۰	باطنی صحت و مرض کی حقیقت	۱۷
۱۱	حقیقتِ اخلاق	۱۷
۱۲	اخلاقِ حسنہ	۱۷
۱۳	اخلاقِ سیئہ	۱۸
۱۴	رذائل فطری چیز ہے	۱۸
۱۵	صفات رذیلہ کا مادہ تو جبلی ہونا مگر فعل اختیار میں ہے	۱۹
۱۶	اخلاق جبلی ہوتے ہیں	۱۹
۱۷	اخلاق ذمیمہ کا امالہ	۱۹
۱۸	اخلاق کی اصلاح خود ممکن نہیں	۲۰
۱۹	اصلاح باطن کا قرآنی معیار	۲۲
۲۰	اصلاح باطن ہر مسلمان کا فرض ہے	۲۳

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۲۱	دوسروں کے عیوب تلاش کرنے کے بجائے اپنے عیوب پر نظر کرے	۲۴
۲۲	خوف حاصل کرنے کا طریقہ	۲۵
۲۳	اصلاح کا دوسرا طریقہ	۲۶
۲۴	اہل اللہ کی صحبت کا نفع ایک ظاہری ہے دوسرا باطنی	۲۶
۲۵	نیک صحبت علم سے زیادہ ضروری ہے	۲۷
۲۶	نیک صحبت خلوت سے بہتر ہے	۲۷
۲۷	جیسی صحبت ویسا نتیجہ	۲۸
۲۸	فوائد صحبتِ شیخ	۲۹
۲۹	اصلاح کا طریقہ	۳۰
۳۰	اصلاح کا آسان نسخہ	۳۱
۳۱	اصلاح کے مختلف طریقے ہیں	۳۱
۳۲	اہل اللہ سے بیعت ہونا بھی معین اصلاح ہے	۳۲
۳۳	پیری مریدی کی حقیقت	۳۲
۳۴	بیعت کا فائدہ	۳۳
۳۵	بیعت کی شرائط	۳۳
۳۶	شیخ کی صحیح پہچان	۳۳
۳۷	عطائی اور طبیب حاذق کا فرق	۳۴
۳۸	بیعت کے بعد شیخ کا کام	۳۵
۳۹	مریدین میں اخلاق نہ ہو تب بھی شیخ غافل نہیں ہوتا	۳۵
۴۰	بیعت کے بعد مرید کا کام	۳۶

کلماتِ مبارکہ

عارف باللہ حضرت الحاج مولانا شاہ ولی احمد صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ اجل
سراج الامت شیخ الطریقت حضرت مولانا الحاج الحافظ والقاری سید
حامد حسین صاحب نوراللہ مرقدہٗ خلیفہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ تھانہ بھون

امّا بعدُ! پیشِ نظر مضامینِ کتاب کو دیکھ کر آنکھوں کو نور دل کو سرور حاصل ہوا۔ مضامین کو جو بغور اور دلچسپی کے ساتھ دیکھا تو یہ محسوس ہوا کہ جملہ مضامین وقتی تقاضے اور دورِ حاضر کے لحاظ سے بے حد مفید ہیں اور حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ العزیز کے ارشادات و تالیفات مواعظ و ملفوظات ہی سے اخذ کئے گئے ہیں، یہ مضامین اس دورِ فساد میں جب کہ صحبت صلحاء۔ اور بیعت و سلوک نیز تصوّف و تزکیہ سے عوام تو کیا علماء بھی بُعد و نفرت رکھتے ہیں نہایت ضروری و اہم ہیں۔

تزکیۂ نفس سلوک و تصوّف سے غافل رہنا خطرناک رویہ ہے، درحقیقت تصوّف ہی سے علم و عمل میں جان و روح پیدا ہوتی ہے۔ جو لوگ محض اپنی لاعلمی کی بناء پر فنِ تصوّف سے بدظن و منحرف ہیں اور تصوّف کو دینِ اسلام سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ ان کے جملہ اوہام و شکوک اس کتاب کے مطالعہ سے ضرور رفع ہو جائیں گے۔ اور جو لوگ تزکیۂ نفس تقویٰ و طہارت کے طالب ہیں ان کے لئے اس کتاب کے مضامین مشعل راہِ حق اور سکونِ قلب کا باعث ثابت ہوں گے۔ انشاءاللہ

مجی و عزیز گرامی جناب مولانا سید بلال حسین زید علمکم و فضلکم جو سراج الامّت و شیخ طریقت الحاج مولانا سید حامد حسین صاحب قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے ولدِ صالح خلف الرشید ہیں۔

عزیز موصوف اپنے طرز و انداز میں، رفتار و گفتار میں، وعظ و تقریر میں، سیرت و صورت میں اپنے والد مرحوم کا زندہ نمونہ اور مکمل تصویر ہیں اور الولد سر لابیہ کا مظہر اتم و تفسیر بین ہیں اور بفضل الٰہی محی السنۃ جامع الشریعۃ والطریقۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ و مجاز بیعت بھی ہیں۔ ماشاء اللہ ہر وقت تبلیغ اسلام اور خدمت دین میں مشغول رہتے ہیں۔

انھوں نے اس مجموعہ کو پیش فرما کر امت محمدیہ کی بر وقت رہبری فرمائی، حق تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازیں اور ہدایت و اصلاح کا ذریعہ و نجات کا وسیلہ بنا دیں۔ آمین۔ اللہ رب العزت موصوف کو مزید ایمانی روحانی، عرفانی ترقی سے نوازیں۔ قلبی دعا ہے کہ صاحبزادہ محترم کے ذریعہ قوم و ملت کی خدمات ہوتی رہیں اور مسلمانوں کو عموماً و طالبین اصلاح کو خصوصاً زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق نصیب ہو اور ان کا فیض خوب جاری ہو۔

فقط والسلام

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

یکے از خدامان حامدی

ولی احمد عفرلہٗ

مدرس جامع العلوم اشرفیہ باغپت، ضلع میرٹھ یوپی (الہند)

۲؍ شوال المکرم ۱۴۱۷ھ، ۱۲؍ فروری ۱۹۹۷ء

یوم چہار شنبہ

فکرِ اصلاح

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ! امّا بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم ، بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

ظھر الفساد فی البرّ والبحر بما کسبت ایدی النّاس۔

برادرانِ اسلام ! قرآن کریم کلام الٰہی ہے اس میں تمام انسانوں کی اصلاح وفلاح ترقی وتنزلی اور سعادت وشقاوت کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں اور اصلاح انسانیت کے قطعی نسخے اور مکمل حیاتِ انسانی کا دستور موجود ہے۔ اس کا نزول نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا ہے۔ اس لئے یہ آخری شریعت قیامت تک کے انسانوں کے لئے ہے۔ یہ مکمل ہدایت ور وشنی ہے۔ یہ کلام ربانی تمام حالات وواقعات کے وقت اپنا پیغام دیتا رہتا ہے اور قلوب انسانیت کو جھنجھوڑتا رہتا ہے آیت شریفہ بھی ہمیں پیغام دے رہی ہے۔

ترجمہ : خشکی اور تری (دریا) میں یعنی سارے جہاں میں فساد پھیل گیا لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ فساد سے مراد قحط اور وبائی امراض اور آگ لگنے اور پانی میں ڈوبنے کے واقعات کی کثرت اور ہر چیز کی برکت کا مٹ جانا، نفع بخش چیزوں کا نفع کم اور نقصان زیادہ ہو جانا، ضرورت کی اشیاء کی پریشان کن گرانی وغیرہ آفات ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان دنیوی آفات کا سبب انسانوں کے گناہ اور برے اعمال ہوتے ہیں۔

آج یہ تمام باتیں ہمارے معاشرہ پر منطبق ہو رہی ہیں۔ ہمارے گھر غیر اسلامی تہذیب ، وی سی آر، ٹیلی ویژن اور فلموں کے اڈے بنے ہوئے ہیں جس سے ماحول میں برائیاں خوب پنپ رہی ہیں۔ ہماری نسلوں واولادوں کے ذہن سے نیکی وشرافت کی صلاحیت ختم ہوتی جارہی ہے، شرم وحیا، عفت وپاکدامنی پاش پاش ہو رہی ہے۔ آزاد خیالی، بے باکی، بے پردگی،

بے ادبی، بے شرمی، بے دینی دل و دماغ میں بسی جارہی ہے اس لئے اوپر سے نیچے تک بڑے سے لے کر چھوٹے تک ہر محکمہ و ہر معاشرہ میں بگاڑ ہی بگاڑ ہے یہ سب خرابی بداعمالی و بداخلاقی کا ثمرہ ہے۔

چوں کہ انسانی فطرت ہے کہ وہ حالات و واقعات سے اثر لیتا ہے اور ایسے ہی اپنے اقوال و احوال سے دوسروں کو متاثر بھی کرتا ہے کبھی انسان کے ظاہر کا اثر باطن پر ہوتا ہے اور کبھی باطن سے ظاہر پر اثر نمایاں ہوتا ہے۔

ان اصولوں کی وجہ سے ہر انسان کو ہر وقت اس کی فکر ہونی چاہئے کہ میرے اقوال وافعال اور احوال کیسے ہیں اور میں کیسے افعال و احوال سے متاثر ہو رہا ہوں اور کیسے افعال و احوال سے میں ماحول اور معاشرہ کو متاثر کر رہا ہوں۔

انسان میں یہ دو قوتیں (فعل وانفعال) موجود ہوتی ہیں یعنی اثر ڈالتا بھی ہے اور اثر لیتا بھی ہے تو یہ محاسبہ بھی کرے کہ میں خیر و نیکی حاصل کر کے دوسروں کو خیر و نیکی سے متاثر کر رہا ہوں یا شر و فساد سے متاثر ہو کر اسی کی اشاعت کے باعث بن رہا ہوں درحقیقت انسانی معاشرہ کی تعمیر و تخریب میں یہی دو قوتیں کارفرما ہوتی ہیں۔

اس لئے تہذیب اخلاق اور تزکیۂ نفس یعنی اصلاح اعمال و اخلاق ہر فرد کی اوّلین ضرورت و اہم فریضہ ہے اس امّت کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ انتظام فرمایا ہے۔ لا تزال طائفة من امتی منصورین علی الحق (الحدیث) کہ ایک جماعت قیامت تک اصلاح امت و تبلیغ حق کا کام کرتی رہے گی اور ایسے افراد ظاہر ہوتے رہیں گے جن کی معیت و صحبت سے امت کی اصلاح ہوتی رہے گی۔

اس چودھویں صدی میں اشرف العلماء، وشمس الاولیاء، حکیم الامّت و مجدد الملت جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ نے منتخب فرما کر احسان عظیم فرمایا جن کے ذریعہ سے تجدید شریعت، سلوک و تصوف کا زبردست کام ہوا۔ بدعات و رسومات کا قلع قمع ہوا اور آپ کے فیض صحبت سے علماء و صلحاء کی عظیم جماعت وجود میں آئی۔

جیسے حضرت مسیح الامت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ خاں صاحبؒ مہتمم جامعہ مفتاح العلوم جلال آباد اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مظاہر علوم سہارنپور ان ہی نفوس قدسیہ میں سے سراج الامت الحاج مولانا قاری سید حامد حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ میرے والد محترم تھے جنھوں نے پوری زندگی درس قرآن و حدیث، تبلیغ احکام اسلام، احیاء سنت و شریعت، تعلیم و ارشاد کی خدمت انجام دی آپ حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کے اجل خلفاء میں تھے اور آپ کا شمار جلیل القدر اکابر علماء میں تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد مریدین اور متوسلین و خلفاء ہندوپاکستان، عرب و عجم میں موجود ہیں۔ جو دین و شریعت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لیکن ہر فرد بشر کو ہے یہ صدا کل نفسٍ ذائقۃ الموت اس گھاٹی سے کسی کو مفر نہیں اس لئے آپ بھی کچھ عرصہ تک صاحب فراش رہے۔ ۴؍ جنوری ۱۹۹۲ء بعد مغرب رب حقیقی سے جا ملے اور اپنے متعلقین و متوسلین کو مواعظ حسنہ از دل خیزد بر دل ریزد رقت آمیز تقاریر اور پرکشش وجد آمیز تلاوت قرآنی سے محروم کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت والا مرحوم کے اسفار ہند و بیرون ہند ہوتے رہے مگر قسمت کی محرومی کہ کوئی ایسا انتظام و اہتمام نہ ہوسکا جو آپ کے مواعظ و ملفوظات کو یکجا کرلیا جاتا یہ ناکارہ بھی اپنے مدرسہ جامع العلوم اشرفیہ باغبت میرٹھ کی انتظامی امور کی مشغولی اور اسفار کی کثرت کی بناء پر اس خدمت سے قاصر رہا۔ اگر فرصت میسر آئی تو کوشش کروں گا کہ حضرتؒ والا کے کچھ مواعظ و مجالس دستیاب ہوچکی ہیں اس لئے سب متوسلین و مریدین و متعلقین سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اگر کسی کے پاس یہ ذخیرہ کچھ بھی موجود ہو تو برائے مہربانی کیسٹ یا تحریری شکل میں بندہ کے پتہ و نام پر ارسال فرماکر خدمت کا موقع دیں۔

حضرات اس وقت پورے عالم میں فساد و بگاڑ برپا ہے اور ایسی فضا بنتی جارہی ہے جس سے لوگوں میں بدعملی اور جہالت پیدا ہورہی ہے اور وہ ہستیاں دنیا سے رخصت ہوتی جارہی ہیں جن کی صحبت و معیت سے زندگی میں دینی انقلاب ہوتا ہے۔ تقویٰ طہارت شریعت و سنت کا رسوخ اور ایمان میں کمال پیدا ہوجاتا ہے۔

شعر ؎

یکے زمانہ صحبتے با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

طالبین اصلاح سے عموماً و علماء اسلام سے خصوصاً اظہار حقیقت ہے کہ چمن اشرفی کا ایک پھول اب صرف پورے عالم میں عالم ربانی و عارف باللہ جامع شریعت و طریقت محی السنۃ وقاطع البدعۃ سیدی و مرشدی الحاج حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم، (خلیفہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ) مدیر اشرف المدارس و ناظم مجلس دعوۃ الحق ہردوئی یوپی جو ہمارے لئے عظیم نعمت اور بزرگان سلف و خلف کا نمونہ ہیں حضرت والا کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور امت کو آپ کے فیوض و برکات حاصل ہوتے رہیں کافی مدت سے اس ناکارہ کے دل میں یہ تقاضا تھا کہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے ایسے مضامین دستیاب ہوجائیں جو انسان میں اصلاح اعمال و اخلاق اور تہذیب باطن و تزکیۂ نفس کا احساس بیدار کردے کیوں کہ یہ بات مسلم ہے کہ اس موضوع پر جو کام حق تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیا وہ اور اکابر کا نظر نہیں آتا۔

یہ ان کے ہی ارشادات کا مجموعہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو اصلاح نفس و تزکیۂ قلب نیز بیعت و سلوک کی حقیقت اور صحبت علماء، و معیت صادقین کے فوائد و ثمرات پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ تعلق مع اللہ و نسبت الٰہیہ میں رسوخ و ملکہ حاصل ہو اور نافعیت کے ساتھ برکت بھی حاصل ہوجائے۔

احقر بلال حسین تھانوی خادم مدرسہ جامع العلوم اشرفیہ

باغپت شہر میرٹھ یوپی (الہند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وسلّم تسلیمًا کثیراط

امابعد:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرحمٰن الرّحیمط

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصّادقین (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو تقویٰ اختیار کرو) اور (اس مقصد کی تکمیل کے لئے صادقین کے ساتھ ہو جاؤ)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المرء علیٰ دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل (ہر شخص اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے پس ہر شخص کو چاہئے کہ دیکھ لے کہ کس شخص کو دوست بناتا ہے) اس آیت میں مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے تقویٰ (اصلاح باطن) اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور اس کے ساتھ ہی تقویٰ حاصل ہونے کا طریقہ بیان فرمایا۔

تقویٰ کی حقیقت

تقویٰ کمال دین کا نام ہے جس کے مختلف درجے ہیں۔ شریعت نے انسان کو درجۂ کمال حاصل کرنے کا مکلف بنایا چنانچہ قرآن پاک میں موجود ہے اتقوا اللہ حق تقاتہ (اللہ سے اتنا ڈرو جتنا اس کی شان کے مناسب ہے) مگر اس درجہ کو انسان ایک دم حاصل کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کے درجات مقرر فرما کر ادنیٰ درجہ سے شروع کرنے کا حکم دیا مگر کمال پر نظر رکھ کر تدریجًا ترقی کر کے درجہ کمال تک پہنچنا ضروری ہے۔ درجہ کمال فی الحال اگر اختیاری نہیں تو ہم اس کے مکلف بھی نہیں لیکن جو درجہ اختیاری ہے ہماری استطاعت اور قدرت میں ہے اس کے تو یقینًا فی الحال مکلف ہیں اسی بات کو اس آیت میں ارشاد فرمایا فاتقوا اللہ ما استطعتم (جس حد تک تمہاری قدرت میں ہے اللہ سے ڈرتے رہو)

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ اوّل فاتقوا اللہ حق تقاتہ کا نزول ہوا تو صحابہ اس سے ڈر گئے کیوں کہ وہ یہ سمجھے کہ آج ہی سے حق تقویٰ لازم ہوگیا۔ حالاں کہ شروع ہی میں حق تقویٰ کا حصول دشوار ہے حق تقویٰ کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جیسا تقویٰ خدا کی شان کے مناسب ہے وہ اختیار کرو اتقوا اللہ حق تقاتہ میں یہ مراد نہیں بلکہ دوسرے معنی یہ ہیں کہ انسان کی وسعت کے مطابق ہو تقویٰ خدا کی شان کے لائق ہے اس کو بجالاؤ آیت میں یہی معنی مراد ہیں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے غایت خشیت و احتیاط کی بنا پر کامل تقویٰ کا فوری حکم سمجھا اور پھر یہ خوف پیدا ہوا کہ حق تقویٰ آج ہی حاصل کرنا تو بڑا دشوار ہے اور پھر اس کی تعمیل کیوں کر ہو اس پر دوسری آیت نازل ہوئی فاتقوا اللہ ما استطعتم یعنی یہ مطلب نہیں کہ حق تقویٰ آج ہی حاصل کرلو بلکہ مطلب یہ ہے کہ جتنا تقویٰ تم سے اس وقت ہو سکتا ہے اس وقت تو اس کو اختیار کرلو پھر ترقی کرتے رہو یہاں تک کہ حق تقویٰ حاصل ہوجائے[1] (اور تم کامل ہوجاؤ)

اصلاح باطن کا دوسرا نام تقویٰ ہے

تقویٰ کا استعمال شریعت میں دو معنی میں ہوتا ہے ایک ڈرنا دوسرے بچنا اور تامل کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود تو بچنا ہی ہے یعنی معاصی سے مگر سبب اس کا ڈرنا ہے کیوں کہ جب کسی چیز کا خوف دل میں ہوتا ہے تبھی اس سے بچا جاتا ہے۔

تقویٰ کا لفظ ڈرنے کے معنی میں اس آیت میں استعمال کیا گیا ہے الا ان تتقوا منہم تقاۃ اور بچنے کے معنی میں استعمال نصوص کثیرہ میں ہے اور اس حدیث میں معلوم ہوتا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ بچو جہنم سے اگرچہ ایک ٹکڑا چھوہارے کا دے کر یہاں بچنے ہی کے معنی بن سکتے ہیں ڈرنے کے معنی نہیں بن سکتے غرض استعمال دونوں معنی میں ہے مگر اصل مقصد احتراز عن المعاصی (گناہوں سے بچنا) ہے اس میں ادائے

---

[1] وعظ الکمال فی الدین الرجال ص ۹۳

فرائض و واجبات اور محرمات سے اجتناب سب داخل ہیں کوئی مقصود شرعی اس سے خارج نہیں مطلب یہ ہوا کہ نماز بھی پڑھو کیوں کہ ترک صلوٰۃ معصیت گناہ ہے تو اس میں تمام احکام کے ادا کرنے کا حکم بھی ہے اور جو کام حرام ہیں ان کا اختیار کرنا گناہ ہے تو تمام محرمات سے بچنے کا بھی حکم ہو گیا اور دین کے یہی دو اجزا ہیں اوامر اور نواہی تو تقویٰ کامل اصلاح کا نام ہوا [۱]

امراض باطنی کیا ہیں

انسان کا وجود روح اور جسم سے مرکب ہے جسم کے اعمال کا مظہر تمام اعضا جوارح ہیں اور روح کے اعمال کا مظہر قلب ہے انسان کے ظاہری جسم میں بھی صحت و مرض دونوں حالتیں آتی جاتی رہتی ہیں اسی طرح روح یعنی قلب میں بھی دونوں حالتیں پیدا ہوتی ہیں کبھی وہ صحیح و تندرست ہوتا ہے کبھی بیمار ہوتا ہے۔

ظاہری وجود کی بیماری سے قلب اتنا متاثر نہیں ہوتا جتنا قلب کی بیماری سے پورا وجود متاثر ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب (خبردار جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا وجود صحیح و تندرست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب و بیمار ہو جائے تو سارا وجود فاسد ہو جاتا ہے سن لو وہ قلب ہے)

فرمایا بعد تامل یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے افعال کی ترتیب یوں ہے کہ اول قلب سے ارادہ پیدا ہوتا ہے اس کے بعد صدور ہوتا ہے گویا انجن قلب ہے تو اگر قلب درست ہو گیا تو سب کچھ درست ہو جائے گا بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دنیا کا سارا انتظام اور تمام بکھیڑے سب کے سب قلب ہی کے خیال پر چل رہے ہیں۔ یہ پہاڑ کے برابر عمارتیں یہ ہرے بھرے باغ یہ طرح طرح کے سامان سب کا انجن خیال ہی ہے اسی واسطے تو حدیث میں آیا ہے ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله

---

[۱] وعظ الکمال فی الدین المرجال ص۱۴

اذا فسدت فسد الجسد کلہ یعنی آدم کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوجاتا ہے تو تمام جسم درست ہوجاتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے اور یہ مسئلہ طبی قاعدہ سے بھی درست ہے اس لئے کہ امراض قلب تمام امراض میں بہت سخت ہیں اگر قلب صحیح اور قوی ہے تو اور امراض کو طبیعت خود دفع کردیتی ہے اور اگر قلب میں ضعف اور مرض ہے تو اور جسم کتنا ہی قوی ہو سب بیکار ہے [۱]

یہ بھی ماننا پڑے گا کہ انسان کو تکلیف امراض جسمانی سے بھی پہنچتی ہے اور امراض روحانی سے بھی خواہ انسان محسوس کرے یا نہ کرے اور اگر غور کیا جائے تو امراض جسمانی سے جو تکلیف جسم کو پہنچتی ہے اس کو تو خود مریض بھی محسوس کرتا ہے۔ اسی لئے طبیب و ڈاکٹر کی تلاش کرتا ہے طبیب کی ضرورت تحقیق اسباب مرض اور تجویز دوا کے لئے ہوتی ہے مگر باطنی اور روحانی امراض جن کو اصطلاح میں رذائل کہا جاتا ہے جیسے عجب غرور، تکبر، ریا، حرص دنیا اور حسد وغیرہ یہ ایسے مخفی امراض ہیں کہ اکثر اوقات مریض کو ان کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ میں بیمار ہوں اس لئے کسی علاج و دوا کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا۔ شیخ کامل جو باطنی امراض کا حاذق طبیب ہوتا ہے اسی کو یہ کام بھی کرنا پڑتا ہے کہ مریض کو بتلائے کہ تجھ میں فلاں مرض ہے۔

تو طبیب و ڈاکٹر کے تو دو ہی کام ہیں۔ تشخیص مرض اور تجویز دوا مگر اس باطنی طبیب کو تیسرا کام یہ بھی کرنا پڑتا ہے کہ بے خبر ناواقف مریض اپنے کو تندرست سمجھ رہا ہے اس کو اس کی بیماری پر متنبہ بھی کرتا ہے [۲]

فکر کے بغیر علاج ناممکن ہے

امراض جسمانی میں تو یہ بات واضح ہے کہ جب انسان خود کو بیمار تصور کرتا ہے تو علاج کی فکر ہوتی ہے اس لئے معالج کو تلاش کرتا ہے ایک معالج سے فائدہ نہ ہو تو دوسرا اس سے نہ ہو تو تیسرا۔ غرض ماہر سے ماہر اور تجربہ کار سے تجربہ کار معالج کی جستجو ہوتی ہے امراض باطنی میں بھی اسی طریقہ پر علاج ہوتا ہے جب تک انسان کو مرض کے ازالہ کی فکر نہ ہو اس کا ازالہ نہیں ہوتا

---

[۱] وعظ تسہیل الاصلاح ص ۱۳ [۲] مجالس حکیم الامت مرتبہ مفتی محمد شفیع صاحب ص ۴۵

فرق صرف یہ ہے کہ امراض جسمانی میں مرض کا احساس خود ہی ہو جاتا ہے مگر امراض روحانی میں مرض معلوم کرنے کے لئے پہلے کسی کامل معالج کے پاس بیٹھنا پڑے گا وہ مرض کی تشخیص کرے پھر اگر اس کے ازالہ کی خود مریض کو فکر ہوگی تو وہ شیخ سے اس کے علاج کی تدابیر معلوم کرے گا۔ اور ان پر عمل کرکے صحت حاصل کرے گا اگر خود کو فکر نہ ہوئی تو نہ علاج معلوم کرے گا نہ صحت ہوگی عمر بھر بھی اگر کاملین کے پاس بیٹھتا رہے گا مگر اپنے روحانی امراض معلوم نہ کرے ان کے علاج کی فکر نہ ہو اور علاج کرا کر صحت حاصل نہ کرے تو عمر بھر کورا کا کورا ہی رہے گا۔

علاج امراض باطنہ

اسی طرح امراض باطنہ کے علاج کا بھی وہی طریقہ ہے جو امراض جسمانیہ کا ہے کہ جب مرض لاحق ہو اسی وقت اس کے علاج اور بچنے کی تدبیر کرو اس کو لپٹانے کا نام نہ لو، اور گو گناہ سے بچنے میں کسی قدر مشقت ہوتی ہے مگر وہ تھوڑی دیر کی مشقت ہے پھر راحت ہی راحت ہے۔ مثلاً کسی کو حسن پرستی کا مرض ہو تو اس کو چاہئے کہ حسین سے باتیں کرنا ملنا ملانا اس کو گھورنا بالکل چھوڑ دے کہ یہ سخت مضر ہے، گو اس وقت ٹھنڈک پہنچتی ہے مگر اس کے بعد جڑ مضبوط ہو جاتی ہے اور عمر بھر کی مصیبت جان کو لگ جاتی ہے[1]

فکر اصلاح باطن ہی کو تقویٰ کہتے ہیں

نیز تقویٰ بھی اعمال کا ثمرہ ہے۔ اور اعمال صالحہ کی سہولت کا ذریعہ بھی تقویٰ ہی ہے اور ادنیٰ درجہ اصلاح کا ایک فکر ہے جو مومن کے قلب میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ تمام برائیوں سے بچنے کا عزم مصمم کرتا ہے ایسے ہی اس شخص کو حق تعالیٰ راستہ دکھاتے اور ہدایت فرماتے ہیں جو خود اپنی اصلاح کی فکر میں سرگرداں ہو اسی مضمون کو ھدیً للمتقین میں فرمایا گیا ہے یعنی یہ قرآن ہدایت ہے ان لوگوں کے لئے۔ جو اپنے دل میں فکر اصلاح باطن رکھتے ہیں۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا۔

---

[1] وعظ المجاہدہ در حقیقت تصوف ص۱۳۱

هُدیً لِلمتقین پر ایک اشکال کیا جاتا ہے کہ جو متقی ہوگا اس کے لئے ہدایت کی ضرورت ہی کیا ہے کیوں کہ وہ پہلے ہی سے متقی ہے۔ اس کے مختلف جواب دیئے گئے ہیں لیکن میرے نزدیک یہاں تقویٰ کے لغوی معنی مراد ہیں یعنی دل میں کھٹک پیدا ہونا اور یہ امر محقق ہے کہ اول دل میں کھٹک پیدا ہوتی ہے پھر ہدایت ہوتی ہے اور میری سمجھ میں قرآن سے اتقا بمعنی کھٹک کی ایک تائید آتی ہے سورہ واللیل میں فاما من اعطیٰ واتقیٰ وصدق بالحسنیٰ فسنیسرہ للیسریٰ واما من بخل واستغنیٰ وکذب بالحسنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ یہاں سب متعاطفات (جن کلمات میں ایک دوسرے پر عطف ہو رہا ہے) ان میں تقابل ہے چنانچہ اعطیٰ کا مقابل بخل اور صدق کا مقابل کذب تو اتقیٰ اور استغنیٰ میں تقابل ہوگا۔ اور استغنیٰ کے معنی ہیں بے فکری تو اتقیٰ کے معنی ہوں گے فکر اور یہی حاصل ہے کھٹک اور خوف کے جو لغوی معنی ہیں تقویٰ کے اور وہ ہمیشہ مقدم ہوتا ہے ہدایت پر بس کوئی اشکال نہیں رہا۔[1]

اور غالباً یہی معنی ہیں اس آیت کے و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب کہ جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے مصائب اور مشقتوں سے نکلنے کا راستہ عطا فرما دیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے کہ اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ شرط یہ ہے کہ خود کو فکر ہو جس کو فکر نہ ہوگی اس کی راہنمائی کا وعدہ نہیں۔

اس طریق میں فکر و دھن بڑی چیز ہے

علاوہ ازیں ارشاد فرمایا کہ اس طریق میں فکر و دھن بڑی چیز ہے اسی سے سب کام بن جاتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال گزرا فرمایا مغفرت ہوگئی درجات ملے مگر ہمارا ایک پڑوسی تھا جو ہم سے کم عمل کرتا تھا وہ ہم سے بڑھا ہوا رہا۔ کیوں کہ صاحب عیال تھا۔ بال بچوں کے پرورش میں اس کو زیادہ عمل کا موقع نہ ملتا تھا مگر ہمیشہ اس فکر و دھن میں رہتا تھا کہ اگر مجھے فراغت نصیب ہو تو

---

[1] الافاضات الیومیہ طبع تھانہ بھون قدیم ص۱۵ ج۲

یا خدا میں مشغول ہو جاؤں وہ اپنی مشقت اور نیت کی وجہ سے ہم سے بڑھ گیا۔[۱]

باطنی صحت و مرض کی حقیقت

امراض روحانی سے مراد معاصی ہیں حدوثاً یا بقاءً یعنی گناہ کا صادر ہونا یا اس کا باقی اور مستمر رہنا حاصل یہ ہے کہ معصیت مرض ہے اور اس میں دو درجے ہیں ایک تو اس کا حدوث اور ایک اس کا بقاء یعنی صدور کے بعد اس سے رجوع میسر نہ ہو تو اصل مرض معصیت ہوا۔ اس کے مرض ہونے میں تطویل کلام کی ضرورت نہیں جس میں ایمان ہوگا وہ اس کو ضرور ہی تسلیم کرے گا کیوں کہ مرض کی حقیقت ہے مزاج کا اعتدال سے خارج ہونا اور جس طرح ایک قسم اعتدال کی طبعی ہے اسی طرح ایک قسم اعتدال کی روحانی بھی ہے جس کو شریعت نے بتلایا ہے کہ انسان کو ایسی حالت پر رہنا چاہئے کہ نہ اس میں افراط ہو نہ تفریط ہو تو ہر چیز میں سخت ضرورت اعتدال کی ہے دنیا میں بھی اور دین میں بھی اور جب معلوم ہوا کہ دین میں اعتدال مقصود ہے تو جو اس اعتدال سے نکلے گا وہ مریض روحانی سمجھا جائے گا۔[۲] حالت اعتدال میں انسان سے جن اعمال کا صدور ہوتا ہے ان کو اخلاق حسنہ کہتے ہیں اور فساد اعتدال کے بعد جو اعمال ظاہر ہوتے ہیں ان کو اخلاق سیئہ کہتے ہیں۔

حقیقت اخلاق

اخلاق سب فطری و جبلی ہیں اور درجۂ فطرت میں کوئی خلق نہ مذموم ہے نہ محمود بلکہ مواقع استعمال سے ان میں مدح و ذم آجاتی ہے من اعطیٰ للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان (یعنی جس نے اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے دیا اور اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے روکا تو اس کا ایمان مکمل ہوا) اس میں اعطاء و منع دونوں کے ساتھ للہ کی قید ہے جس سے معلوم ہوا کہ سخاوت مطلقاً محمود نہیں نہ بخل مطلقاً مذموم ہے بلکہ اگر خدا کے لئے ہوں تو دونوں محمود ورنہ دونوں مذموم۔[۳]

اخلاق حسنہ

یعنی وہ صفات و عادات جن کی وجہ سے انسان کو روحانی طور پر صحتمند تصور کیا جائے، جن کا حاصل کرنا مقصود ہے جن میں سے کسی ایک کا نہ

۱؎ انفاس عیسیٰ ج ۱ ص ۲۰ ۲؎ دعوت تیسیر الاصلاح ص ۳ تا ۵ ۳؎ انفاس عیسیٰ ص ۱۸۱، بصائر حکیم الامت ص ۲۲۵

ہونا یا کم ہونا انسان کے لئے روحانی مرض اور عیب ہے یہ چند مقامات ہیں۔ تو بہ، صبر، شکر خوف، رجاء (امید) زہد، توحید، توکل، محبت وشوق، اخلاص وصدق، مراقبہ، محاسبہ، اور تفکر[۱] ان تمام اخلاق حمیدہ کی ماہیت ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور ان کے احکام حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب مدظلہم العالی کی کتاب بصائر حکیم الامت ص۲۳۴ سے ص۲۹۵ تک حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کی کتاب تعلیم الدین میں "دوسرا باب ریاضت ومجاہدہ" اسی تفصیل پر مشتمل ہے۔

اخلاق سیئہ

یعنی وہ بری عادتیں جن کی وجہ سے انسان روحانی طور پر بیمار تصور کیا جائے جن کا چھوڑنا فرض عین ہے اور جن کا وجود تو درکنار ان کی بو بھی انسان کو عیب دار بنا دیتی ہے یہ بھی چند چیزیں ہیں۔ شہوت، آفات، لسان غضب حسد، حب دنیا، بخل، حرص، حب جاہ، ریا، عجب اور غرور ان چیزوں کا زائل کرنا، سالک (ہر مسلمان) کے لئے انتہائی ضروری ہے[۱] ان میں سے کوئی ایک چیز بھی اگر مسلمان میں ہوگی تو اس کے ایمان، اعمال اور اخلاص کو گھن اور دیمک کی طرح کھاتی رہے گی ان تمام اخلاق سیئہ کی ماہیت ان سے بچنے کا طریقہ اور ان کے احکام بصائر حکیم الامت کے ص۲۹۷ سے ص۴۵۸ تک نہایت سہل انداز میں موجود ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

رذائل فطری چیز ہیں

اسی طرح حضرت تھانویؒ نے ایک جگہ فرمایا کہ نفس کی ساخت ہی ایسی رکھی گئی ہے کہ رذائل سے خالی نہیں ہوتا چنانچہ کم وبیش رذائل سب میں موجود ہیں۔ الا ما شاء اللہ لیکن جب تک وہ رذائل قوت عمل میں نہ لائے جائیں اور ان کا ظہور بذریعہ صدور اعمال نہ ہو کوئی مواخذہ نہیں۔ جیسے دیا سلائی میں سب مادے جل اٹھنے اور بھڑک اٹھنے کے موجود ہیں لیکن اگر اس کو رگڑا نہ جائے تو چاہے جیب میں لئے پھرتے رہئے کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں اس کی ہر وقت احتیاط رکھنی ضروری ہے کہ رگڑ نہ لگنے پائے[۲] (انفاس عیسیٰ)

---

[۱] تعلیم الدین ص۱۲۳ طبع امدادیہ [۲] بصائر حکیم الامت ص۲۹۱

صفات رذیلہ کا مادہ تو جبلی ہوتا ہے مگر فعل اختیار میں ہیں

اگر یہ شبہ ہو کہ جبلت تو کبھی بدل نہیں سکتی پھر جبلی صفات رذیلہ کی اصلاح کیوں کر ہوسکتی ہے تو خوب سمجھ لو کہ مادہ جبلی ہوتا ہے مگر فعل اختیار میں ہے بس مادہ بے شک زائل نہیں ہوتا مگر اس کے مقتضاء پر عمل کرنا نہ کرنا اختیار میں ہے اور اسی کا انسان مکلف ہے اور بار بار اس مقتضاء کی مخالفت کرنے سے وہ مادہ بھی ضعیف ہو جاتا ہے[1]

اخلاق جبلی ہوتے ہیں

اسی طرح فرمایا کہ جبلت کا افعال سے تعلق نہیں اخلاق سے تعلق ہے یعنی اخلاق جبلی ہوتے ہیں اور ان میں انسان مجبور ہوتا ہے وہ اس کا مکلف نہیں کہ اخلاق رذیلہ کی جڑ کو زائل کر دے البتہ ان کے مقتضاء پر عمل نہ کرے خلاصہ یہ ہے کہ مواخذہ اعمال پر ہے نہ کہ اخلاق پر جب کہ اس کے مقتضا پر عمل نہ ہو[2]

بعض لوگ اس کو کمال سمجھتے ہیں کہ انسان میں کوئی رذیلہ باقی ہی نہ رہے نہ اس کو شہوت ہو نہ غضب، ہو حالاں کہ یہ غلطی ہے کمال یہ ہے کہ شہوت اور غضب کا استعمال بے موقع نہ ہو اور یہ کہ شہوت و غضب کا ہیجان دب جائے اور اگر شہوت کا بالکل ازالہ مقصود ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تعلیم نہ فرماتے کہ اگر کسی غیر عورت کو دیکھ کر طبیعت میں ہیجان پیدا ہو تو فوراً اپنی بیوی سے مشغول ہو جائے بلکہ یوں فرماتے کہ جب ہیجان معلوم ہو تو شہوت کو بالکل مٹانے کی فکر میں لگے اور اس غلطی میں پڑ کر بہت سے لوگ دیکھتے ہیں کہ ہنوز ہمارے اندر شہوت باقی ہے اپنے شیخ سے اور اس کی تعلیم سے بدگمان ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ذکر سے ہم کو کچھ نفع نہیں ہوا اور اس سمجھ کی بدولت ذکر چھوڑ بیٹھتے ہیں[3]

اخلاق ذمیمہ کا امالہ

حالاں کہ ریاضت سے اخلاق ذمیمہ کے اصول کا ازالہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی تہذیب ہو جاتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ

---

[1] انفاس عیسیٰ ص۵۲۰ ج ا [2] ملفوظات مقالاتِ حکم ص۱۵۶ [3] مقالاتِ حکم ص۹۵

ان اصولوں کے آثار کا امالہ ہو جاتا ہے۔ یعنی ان اخلاق کا مصرف بدل جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص میں منجملہ اخلاق رذیلہ کے بخل اور غضب موجود ہو تو ریاضت سے اس کی جڑ نہیں جاتی کہ غضب و بخل ہی نہ رہے۔ بلکہ تہذیب اس طرح ہو جاتی ہے پہلے مواقع خیر میں بخل کرتا تھا اور بندگان نیک پر غصہ کرتا تھا اب نامشروع جگہ بخل کرے گا اور مغضوبان الٰہی اور اپنے نفس پر غصہ کرے گا۔ تو اسباب بُعد اس طرح اسباب قرب بن گئے "ھٰکذا قال المرشدی" اور اس سے اس اختلاف کا فیصلہ ہوگیا کہ ریاضت سے تبدیلئ اخلاق ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اصول تبدیل نہیں ہوسکتے۔ حدیث میں ہے اذا سمعتم برجل زال عن جبلہ فلا تصدقوہ (اگر تم کسی شخص کے بارہ میں سنو کہ اس کی جبلی عادت زائل ہوگئی تو اس کی تصدیق نہ کرو) ہاں تبدیل آثار و مصارف ہوسکتی ہے۔ اس لئے حکم ہے مجاہدہ و ریاضت کا۔ (التکشف ص۸۹۔ اشرف المسائل)

فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اخلاق ذمیمہ کا رہنا ضروری ہے اور شیخ کامل کا کام ان کا ازالہ نہیں اس کا کام ان کا امالہ ہے یعنی ان کا مصرف بدل دینا۔ مثلاً بخل ہے۔ پہلے حقوق واجبہ میں بخل تھا اب منہیات و محرمات میں اس کو صرف کرنے لگا اور واجبات میں اگر اس کا تقاضا بھی ہوتا ہے تو اس کا استعمال نہیں کرتا، تو اگر یہ صفت ہی نہ رہے تو محرمات میں امساکِ مال کس قوت سے کرے اسی طرح غصہ رہنا چاہیئے کیوں کہ اگر غصہ نہ ہو تو مخالف کی مدافعتِ ضروریہ کیسے کرسکتا ہے۔

اخلاق کی اصلاح خود ممکن نہیں

اخلاق حسنہ اور اخلاق سیئہ کی تفصیل معلوم ہو جانے کے باوجود اصلاح باطن کے لئے کسی مصلح شیخ کامل اور عارف کی ضرورت ہے محض کتابیں دیکھ کر خود جس طرح جسمانی علاج ممکن نہیں اسی طرح روحانی علاج بھی ممکن نہیں۔

فرمایا مشائخ اعمال صالحہ کی وجہ سے بابرکت ہوتے ہیں اس لئے ان کی تعلیم میں بھی

لہ انفاس عیسیٰ ص۳۲ جلد۱

برکت ہوتی ہے جس کی وجہ سے جلد شفاء ہو جاتی ہے خود کتابیں دیکھ کر علاج کرنا کافی نہیں ل

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ جب یہ بات معلوم ہے کہ ماموراتِ شرعیہ سب کے سب اختیاری ہیں۔ اس لئے کہ جہاں رکنے کا امر ہے وہ بھی اختیاری ہیں اس لئے سارے امراض کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے رکے میں اپنے متعلق بھی ہمیشہ یہی تقریر جاری کرتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ مشائخ طریقت سے اس قاعدہ ــــــــ کے بعد کیا سوال اور علاج کرانا چاہیے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا۔ بہت عرصہ سے اس امر پر غور کر رہا ہوں امید ہے کہ جناب والا مطلع فرمائیں گے۔ تاکہ احقر اسی پر عمل کرے آخر اسی قاعدہ کلیہ کے بعد ازالہ مرض میں معالج و مشائخ کی کیا حاجت باقی رہی امید کہ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو مطلع فرمائیں گے۔

اس کے جواب میں حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ مامورات و منہیات سب اختیاری ہیں پس مامورات کا ارتکاب اور منہیات سے اجتناب بھی سب اختیاری ہے لیکن اس پر عمل کرنے میں کچھ غلطیاں ہو جاتی ہیں اور بعض وقت خود فیصلہ کرنا دشوار ہوتا ہے مثلاً ایک شخص نے نماز میں خشوع کا قصد کیا اور وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حاصل بھی ہوگیا لیکن اس کے ساتھ وساوس و خطرات کا بھی ہجوم ہوتا رہا یہ شخص سمجھا کہ ایسی حالت میں خشوع باقی نہیں رہا حالاں کہ خشوع زائل نہیں ہوا تھا۔ یا یہ ہوا کہ عبادت کے شروع میں وساوس غیر اختیاری تھے مگر یہ شخص اپنے اختیار سے ان کی طرف متوجہ ہوگیا اور یہ سمجھتا رہا کہ اس کا خشوع باقی ہے حالاں کہ وہ زائل ہو چکا تھا اس کے علاوہ کبھی اپنے مال کو راسخ سمجھ لیا اور وہ راسخ نہیں تھا مثلاً دو چار ضعیف حادثوں میں رضا بالقضا کا احساس ہوا یہ سمجھا کہ یہ ملکہ راسخ ہوگیا ہے پھر جب کوئی حادثہ شدید واقع ہوا اس میں رضا بالقضاء جیسا کہ چاہئے تھا وہ نہیں ہوئی مگر یہ اس خیال میں رہا کہ رضا میں رسوخ باقی ہے ضعیف نہیں ہوئی حالاں کہ وہ زائل ہوگئی۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ حاصل شدہ رضا بالقضاء کو غیر حاصل سمجھتا ہے۔ اس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ شکستہ دل ہو کر اعمال کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے پھر وہ سچ مچ زائل

ل انفاس عیسیٰ ص۳۳ جلد ا

ہو جاتی ہے یا یہ ہوتا ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے۔

اسی طرح غیر راسخ کو راسخ سمجھنے میں وہی خرابی ہوتی ہے کہ راسخ سمجھ کر اس کی تکمیل کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے یا یہ کہ راسخ شدہ چیز کو زائل شدہ سمجھ لیتا ہے مثلاً شہوت حرام کا داعیہ مجاہدہ سے مضمحل ہو گیا اور اس کی طرف التفات تک باقی نہ رہا پھر ان آثار کا جوش و خروش کم ہونے سے طبعی التفات پھر ہونے لگا کو ضعیف ہی سہی مگر یہ شخص سمجھنے لگا کہ مجاہدہ بیکار گیا اور شہوت حرام کا داعیہ پھر عود کر آیا اس لئے مایوس ہو کر سچ مچ بے عملی اور گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔ یہ چند مثالیں ایسی غلطیوں کی اور ان کے مضار کی ہیں۔ اگر کسی شیخ سے تعلق ہو اور اس پر اعتماد ہو تو اس کو اطلاع کرنے سے وہ اپنی بصیرت اور تجربہ سے ان کی حقیقت سمجھ لیتا ہے اور ان اغلاط پر مطلع کرتا ہے اور یہ شخص مضرتوں سے محفوظ رہتا ہے اور بالفرض اگر سالک ذکاوت و سلامت فہم کے سبب خود مطلع ہو جائے مگر ناتجربہ کاری کے سبب مطمئن نہیں ہوتا اور مشوش ہونا مقصود میں مخل ہوتا ہے[1]۔ آہ ا اس لئے اپنے امراض کی خود اصلاح تقریباً ناممکن ہے کسی مصلح سے تعلق قائم کر کے اصلاح کرانا ہی مفید ہے ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے، بزرگوں کی نظر سے پیدا

اصلاح باطن کا قرآنی معیار

حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو آیت یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو یعنی اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ مل جاؤ) میں انسان کو پہلے تقویٰ حاصل کرنے کا حکم فرمایا اور دوسرے پارہ کی آیت لیس البرّ ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب میں تقویٰ کی حقیقت بتادی کہ دین کے تمام اجزاء اعتقادات، عبادات، معاملات، معاشرت اور طریقت سب پر عمل کرنے کا نام تقویٰ ہے اس لئے اتقوا اللہ کا حکم یہ بتا رہا ہے کہ تم انسان کامل، متبع شریعت اور صاحب نسبت

---

[1] بصائر حکیم الامت ص۱۳۸ بحوالہ تربیت السالک

بننے کی فکر کرو۔ آیت کے اگلے جملے وکونوا مع الصادقین میں کامل بننے کا آسان طریقہ فرمادیا کہ صادقین وکاملین کے ساتھ مل جاؤ ان کی معیت سے تمہارے لئے ہدایت وکمال کے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔ مگر صادقین کہہ کر یہ بتا دیا کہ ہدایت حاصل کرنے اور امراض باطنی کا علاج کرانے کے لئے کسی کامل کو تلاش کرو ناقص کے ہاتھ میں نبض دے کر اپنا کام تمام نہ کرو۔

اصلاح باطن ہر مسلمان پر فرض ہے

اس لئے کہ حدیث میں مسلمان کی علامت یہ بیان فرمائی کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا من یضمن لی ما بین اللحیتین و ما بین الرجلین اضمن لہ الجنۃ اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی جو شخص مجھے دو جبڑوں کے درمیان رہنے والی زبان اور دو ٹانگوں کے درمیان رہنے والی شرم گاہ کی ضمانت دیدے میں اس کو اللہ کے حکم سے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ حدیث میں دو چیزوں کی ضمانت کا حکم دیا گیا ہے۔

زبان اور شرمگاہ درحقیقت صرف ان دونوں اعضاء کی اصلاح ہی مقصود نہیں بلکہ یہ دونوں اعضاء کیوں کہ بے شمار اعمال کے لئے محرک ہیں اس لئے ان کی اصلاح کی زیادہ تاکید کی گئی ہے گویا ایسی معاشرت اور زندگی اختیار کرنا جس میں اپنی ذات سے کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے اسی کا نام مسلمان ہے۔ یہی ولایت ہے اور یہی اعلیٰ درجہ کی انسانیت ہے۔

اسی طرح ایک آیت میں حق تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور بات ٹھیک کہو۔ اگر تم ان دونوں باتوں کو اختیار کرلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمادیں گے اور تمہارے گناہ بخش دیں گے۔

اس آیت میں بھی دو چیزوں کا حکم ہوا۔ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ فرماتے

ہیں۔ حاصل یہ کہ تقویٰ جس کا ترجمہ خدا کا خوف ہے۔ فعل قلب کا ہے اور کہنا فعل زبان کا ہے خلاصہ طریق یہ ہوا کہ دل اور زبان کو تم درست کرلو باقی سب کام ہم کر دیں گے[1] فرمایا شریعت نے طرز معاشرت بھی نہایت مکمل بتایا ہے جن پر عمل کرنے کا ایک سہل طریقہ یہ ہے کہ تھوڑا وقت اس لئے متعین کرے کہ جس میں غور کیا کرے کہ مجھ سے کسی کو تکلیف تو نہیں پہنچی۔ دوم اس میں غور کیا کرے کہ جو معاملہ میں لوگوں سے کرتا ہوں کوئی تیرے ساتھ کرے تو میرا کیا حال ہو اگر اپنے اوپر ناگوار ہوتا ہو تو سمجھے کہ دوسرے کو بھی ناگوار ہو گا۔ اس لئے چھوڑ دے یہ

دوسروں کے عیوب تلاش کرنے کے بجائے اپنے عیوب پر نظر کرے

جو شخص اپنی اصلاح سے غافل ہوتا ہے وہ دوسروں کے عیوب تلاش کرتا اور بیان کرتا رہتا ہے حالاں کہ یہ غیبت ہے اور اس کا مذموم ہونا ثابت ہے اور اس کی مضرت دنیا و آخرت دونوں میں ہے غیبت نہایت سخت گناہ ہے۔ حتیٰ کہ حدیث میں آیا ہے الغیبۃ اشد من الزنا یعنی غیبت زنا سے سخت تر ہے اور وجہ یہ ہے کہ غیبت تو حق العبد ہے جب وہ معاف کرے گا تب معاف ہوگا اور زنا حق اللہ ہے توبہ و ندامت سے معاف ہو جائے گا۔

اور غیبت آدمی جب ہی کرتا ہے جب اپنے کو پاک سمجھے۔ پس یہ عیب بڑا سخت ہے اس لئے اس کی اصلاح مختصر طریقے سے بتاتا ہوں۔ وہ یہ کہ ایک وقت معین کرکے اس میں اپنے عیوب سوچا کرے جتنی شرارتیں اور گناہ کیے ہیں سب کو پیشِ نظر کرے اور جو کوئی عیب یاد نہ آوے تو یہ خود ایک عیب ہے اسی کو سوچا کرے اور یہ میں نے اس لئے کہا کہ بہت سے غبی ایسے بھی ہیں کہ وہ اپنے کو سب عیوب سے خالی اور پاک سمجھتے ہیں چنانچہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو بعض لوگ کہا کرتے ہیں خدا جانے کون سے گناہ میں پکڑے گئے ہم نے تو کوئی بھی گناہ نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت گناہ کی حقیقت ہی نہیں جانتے۔ بزرگوں کی حالت تو یہ تھی کہ وہ طاعت کے کام کو بھی طاعت کی فہرست میں درج نہ کرتے تھے۔

---

[1] وعظ تسہیل الاصلاح ص۱۲، ص۱۳ [2] مقامات ص۱۸۱

ایک آج کل کے حضرات ہیں کہ ان کا اپنا گناہ بھی یاد نہیں آتا۔ اس لئے اگر کسی کو عیب یاد نہ آوے تو اسی پر روئے کہ مجھ کو کوئی عیب یاد نہیں آتا یہ سب سے بڑا عیب ہے کہ آدمی اپنے کو بے عیب سمجھے فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی تم اپنے آپ کو مقدس نہ سمجھو تقویٰ والے کو وہی خوب جانتے ہیں) بہرحال جو عیب ہو اس کو سوچنے کا نصف گھنٹے ہمیشہ یہی شغل کرے قوت فکریہ میں اللہ تعالیٰ نے عجیب خاصیت رکھی ہے تمام ترقی اس قوت فکریہ ہی کی بدولت ہوتی ہے اور حق تعالیٰ نے جگہ جگہ قرآن شریف میں اس کا حکم فرمایا ہے آپ خود تجربہ کر لیجئے لیکن اول اول تو تکلف ہوگا اور رفتہ رفتہ اور وقتوں میں وہ عیوب یاد آنے لگیں گے۔ جب ترقی اور ہوگی تو اپنے عیوب ہر وقت پیش نظر رہیں گے پھر کسی کی غیبت ہرگز نہ ہوگی[1]

خوف حاصل کرنے کا طریقہ

اب میں آپ کو خوف (کہ جس سے تمام اعمال درست ہو جاتے ہیں) اس کے حاصل ہونے کا طریقہ گویا خلاصہ ہے اور وہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ وہ بھی حق تعالیٰ ہی کا ارشاد ہے فرماتے ہیں ولتنظر نفس ما قدمت لغد یعنی فکر آخرت کیا کرو اور فکر آخرت کا طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر لو مثلاً سوتے وقت روزمرہ بلاناغہ بیٹھ کر سوچا کرو کہ معاد کیا ہے اور مر کر ہم کو کیا پیش آنے والا ہے مرنے سے لے کر جنت میں داخل ہونے تک جو واقعات ہونے والے ہیں سب کو سوچا کرو کہ ایک دن وہ آئے گا کہ میرا اس دار فانی سے کوچ ہوگا سب سامان مال و اسباب، باغ، نوکر چاکر، اولاد، بیٹا بیٹی، ماں باپ، بھائی، بہن، خویش، اقارب دوست، دشمن سب یہیں رہ جائیں گے۔ میں تن تنہا سب کو چھوڑ کر قبر کے گڑھے میں جا لیٹوں گا اور وہاں دو فرشتے آویں گے۔ اگر میرے اعمال بھلے ہیں تو اچھی صورت میں ورنہ خدانخواستہ ڈراؤنی صورت میں نہایت ہولناک آواز سے آکر سوالات کریں گے۔

پس اے نفس اس وقت تیرا کوئی مددگار نہ ہوگا تیرے اعمال ہی وہاں کام آئیں گے اگر سوالات کے جوابات درست ہو گئے تو سبحان اللہ جنت کی طرف کھڑکی کھل جائے گی اور

---

[1] وعظ التصدی للغیر ص۱۱

اگر خدانخواستہ امتحان میں ناکام رہا تو قبر حفرة من حفر النار (آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) ہوگی اس کے بعد تو قبر سے اٹھایا جائے گا اور نامۂ اعمال اٹھائے جائیں گے حساب وکتاب کے لئے پیش کیا جائے گا۔ پل صراط پر چلنا ہوگا۔ اے نفس تو کس دھوکہ میں ہے اور ان سب واقعات پر تیرا ایمان ہے اور یقینا تو جانتا ہے کہ یہ ہو کر رہیں گے پھر کیوں غفلت ہے اور کس وجہ سے گناہوں کے اندر دلیری ہے۔ کیا دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اے نفس تو ہی اپنا غمخوار بن، اگر تو اپنی غمخواری نہ کرے گا تو تجھ سے زیادہ کون تیرا غمخوار ہوگا۔ اسی طرح گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ ان واقعات کو تفصیل سے سوچا کرے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ چندہی روز کے بعد دیکھو گے کہ خوف پیدا ہو جائے گا اور خوف پیدا ہونے کے بعد آپ کو ماضی سے توبہ کی فکر ہوگی اور آئندہ کے لئے اطاعت کی توفیق ہوگی اس وقت آپ کو مشاہدہ ہوگا کہ اتقوا اللہ پر کیسے اصلاح اعمال ومحو ذنوب مرتب ہو گئے۔[1]

اصلاح کا دوسرا طریقہ اہل اللہ کی صحبت ہے

قرآن پاک کا ارشاد مبارک ہے وکونوا مع الصادقین کہ صادقین کے ساتھ مل جاؤ۔ ساتھ ملنے کا مطلب یہ نہیں کہ صرف ان سے تعارف حاصل کرکے کبھی کبھی ان کی زیارت کرلی جائے بلکہ ایک عرصہ تک مجالست وہمنشینی اختیار کی جائے تاکہ ان کی صحبت سے ان کے اعمال حسنہ کا پرتو ہم پر پڑ جائے ان کی دعاؤں اور نصیحتوں سے ہمارے لئے عمل کی ہمت پیدا ہو اور حق تعالیٰ کا فضل متوجہ ہو۔

اہل اللہ کی صحبت کا نفع ایک ظاہری ہے دوسرا باطنی

فرمایا اہل اللہ کی صحبت کے موثر ہونے کا سبب یہ ہے کہ بار بار اچھی باتیں کان میں پڑیں گی تو کہاں تک اثر نہ ہوگا ایک وقت چوکو گے دو وقت چوکو گے۔ تیسری دفعہ تو اصلاح ہو ہی جائے گی اور ایک سبب باطنی بھی ہے وہ یہ کہ جب تم ان کے پاس ہو گے اور تعلق بڑھاؤ گے تو ان کو تم سے محبت

---

[1] وعظ تسہیل الاصلاح ص۱۸، ۱۹

ہو جائے گی تو اس سے دو طرح اصلاح ہوگی ایک تو یہ کہ وہ دعا کریں گے اور ان کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ تو حق تعالیٰ تم پر فضل فرمائیں گے اور اکثر یہ ہے کہ ان کی دُعا باذنِ حق ہوتی ہے تو ان کے منہ سے دعا نکلنا اس بات کی علامت سمجھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل ہونے کا وقت آگیا۔ دوسری وجہ بڑی خفی ہے وہ یہ کہ تمہارے اعمال میں ان کی محبت سے برکت ہوگی اور جلد جلد ترقی ہوگی اور جلد اصلاح ہو جائے گی[1]

اب اگر دین کو سنبھالنا چاہتے ہو تو ہر شخص کو اس کی ضرورت ہے کہ کسی عالم متقی کا اتباع کرے۔

نیک صحبت علم سے زیادہ ضروری

حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم سے زیادہ ضرورت صحبت کی ہے اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ صحبت یافتہ بزرگوں کے ہیں وہ ایسے اہل علم سے بہتر ہیں جو صحبت یافتہ نہیں لیکن ہماری یہ حالت ہے کہ صحبت ہی کو ہم نے چھوڑ رکھا ہے اور اصل منشا اس کا یہ ہے کہ دین ہی کو ضروری نہیں جانتے۔ صاحبو غضب کی بات ہے کہ کھانا ضروری پینا ضروری پہننا ضروری اور دنیا کے سب سامان ضروری اگر غیر ضروری ہے تو صرف دین ہے لیکن جب دین نہ ہوا تو خواہ دنیا کتنی ہو کس کام کی۔ سید اکبر حسین صاحب جج کا شعر مجھ کو تو بہت ہی پسند آیا ہے

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج
تو پھر اس کی کیا خوشی ہو کہ جنٹ کوئی جج ہے

جب دین ہی کو ضروری نہیں سمجھتے تو جو اس کا ذریعہ ہو اس کو تو کیوں ضروری سمجھیں گے[2]

نیک صحبت خلوت سے بہتر ہے

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی حکایت ہے کہ ان کی مجلس میں یہ حدیث شریف بیان کی گئی کہ ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ جو کچھ دُعا اس میں کی جائے قبول ہوتی ہے۔ شرکاء جلسہ کا آپس میں

---

[1] انفاس عیسیٰ ص۳۲۲ جلد ۱ [2] انفاس عیسیٰ ص۳۲۴ جلد ۱ [3] وعظ الرحیل الی الخلیل ص۱۱

تذکرہ ہوا کہ اگر وہ ساعت مل جائے تو اس ساعت میں کس شے کی دعا کرنا چاہیئے۔ کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ ہم تو صحبت نیک کی دعا کریں گے۔ یہ بڑی چیز ہے اور تمام خیر کی جڑ یہی ہے اور عزلت وخلوت سے یہ افضل ہے البتہ اگر صحبت نیک کسی وقت میسّر نہ ہو تو اس وقت عزلت (خلوت) ضروری ہے پس اس میں یہ تفصیل ہے۔ بعض لوگوں کو عزلت میں غلو ہوگیا ہے کہ انھوں نے یہ تفصیل نہیں کی مگر مولانا اس کا خوب جواب دیتے ہیں کہ اے شخص تو جو خلوت کو صحبت پر مطلق ترجیح دے رہا ہے سو تجھ کو یہ بھی خبر ہے کہ اس خلوت کی خوبیاں بھی تجھ کو جلوت ہی کی بدولت معلوم ہوتی ہیں پس عزلت (خلوت) کو صحبت پر کیسے ترجیح ہو سکتی ہے۔ ہاں نیک صحبت اگر میسّر نہ ہو تو پھر تنہائی خوب ہے[1]

جیسی صحبت ویسا نتیجہ

صحبت کی حقیقت ایک وقت کے لئے اپنے ماحول کی تبدیلی ہے اس لئے کہ انسان کا فطری خاصہ ہے کہ اپنی قوت انفعال سے کام لے کر ماحول کے اثرات بہت جلد قبول کرتا ہے اور بہت قلیل وقت میں ماحول کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اس لئے انسان کے ماحول کی نگرانی اتنی ضروری ہے کہ گویا فرض عین ہے۔ معاشرہ اور ماحول برے لوگوں کا میسّر ہو تو انسان میں برائیاں جگہ کر جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ باہر سے آنے والی یہ خصلتیں انسان کی جبلت وفطرت بن جاتی ہیں۔ اسی طرح اچھے ماحول اور نیک صحبت سے انسان کی طبیعت میں نیکی کے تقاضے ابھرتے ہیں عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے اور مسلسل اچھی صحبت میسّر آتی رہے یا انسان ایک عرصہ کے لئے کسی صالح کی صحبت کا التزام کرے تو اعمال صالح کے تقاضے ملکۂ راسخہ بن کر زندگی کا معمول بنجاتے ہیں طبعی اور جبلی تقاضے بننے کی وجہ سے پھر انسان ان اعمال کے چھوڑنے پر قادر بھی نہیں ہوتا۔

صحبت کا یہ اثر ہے کہ آدمی جیسی صحبت میں رہتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

(نیک آدمی کی صحبت تم کو نیک بنا دے گی اور بدبخت کی صحبت تم کو بدبخت بنا دیگی۔

---

[1] وعظ الرحیل الی الخلیل ص۱۰

تا توانی دور شو از یار بد یار بد بدتر بود از مار بد

(جب تک تم سے ہو سکے برے دوست سے دور رہو کیوں کہ برا دوست برے سانپ سے بھی بدتر ہے)

مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند یار بد بر جان و بر ایماں زند

(برا سانپ تو جان ہی پر حملہ کرتا ہے اور برا دوست جان اور ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے) یعنی سانپ سے تو جان ہی جاتی ہے اور برے یار سے جان اور ایمان دونوں جاتے رہتے ہیں)

یک زمانے صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(تھوڑی دیر کی اللہ والوں کی صحبت، سو سالہ طاعت بے ریا سے بہتر ہے)

ہر کہ خواہی ہم نشینی با خدا گو نشیند در حضور اولیاء

(جو شخص خدا تعالیٰ کی ہم نشینی کا طالب ہو اس سے کہو کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھو[1]

اس لئے ہمیشہ یہ التزام و اہتمام رکھنا چاہئے کہ بری صحبت اور برے ماحول و معاشرہ سے خود کو اور اپنے متعلقین میں جن پر قدرت ہو بچاتا رہے اور جس قدر بھی اچھا ماحول اچھا معاشرہ اور نیک لوگوں کی صحبت میسر آسکے اس کو اختیار کرے اہل اللہ سے تعلق قائم کرے اپنے حالات کی اطلاع دیتا رہے اور اصلاحی سلسلہ میں جو بھی ہدایات ملتی رہیں ان کو اپنا وظیفہ زندگی بناتا رہے۔

فوائد صحبت شیخ

چنانچہ شیخ کے سامنے رہنے کے منافع حسب ذیل ہیں (۱) جو افادات زبانی سننے میں آئے ہیں وہ خلاصہ ہوتے ہیں تحقیقات و مسائل کے جس سے اپنی حالت بھی وضوح کے ساتھ منکشف ہوتی ہے۔

(۲) اور ان اہل صحبت میں جو بابرکت ہوتے ہیں۔ وہاں ایک نفع صحبت کی برکت اور ان کے طرز عمل سے سبق لینا ہوتا ہے (۳) عمل کا شوق بڑھتا ہے (۴) اپنے عیوب معلوم ہوتے

---

[1] وعظ الرحیل الی الخلیل ص۱۶

ہیں۔ (۵) اپنی استعداد معلوم ہوتی ہے لہٰذا اس زمانہ میں صحبت کتابوں میں دیکھ کر عمل کرنے سے بدرجہا انفع ہے۔

چنانچہ برسبیل وعظ بیان فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ بزرگ کی خدمت میں بیٹھے اثر نہ ہو جیساکہ ممکن نہیں کہ تنور کے پاس بیٹھے اور آنچ محسوس نہ ہو[۱]

ایک صاحب سے حضرت کا قول سنا کہ بزرگوں کے ساتھ لگا لپٹا رہنا چاہیئے گو خود کچھ نہ ہو یہ ممکن نہیں کہ انجن تو کلکتہ پہنچ جائے اور ڈبے جو اس کے پیچھے لگی ہوئی ہیں وہ کلکتہ نہ پہنچیں[۲]

عرض کیا گیا کہ آیا بزرگان کی صحبت سے مرض ظاہری بھی زائل ہو سکتا ہے فرمایا کہ جی ہاں صحبت کی برکت سے طبیعت میں نور پیدا ہوتا ہے اور نور سے قوت اور قوت مزیل ہوجاتی ہے مرض کی[۳]

اصلاح کا طریقہ

یہ بات معلوم ہوگئی کہ انسان رذائل کی وجہ سے مریض ہوتا ہے اور مریض کو اگر ازالہ مرض کی فکر ہو تو کسی حاذق طبیب سے تعلق قائم کر کے اس اصول سے کام لے۔

چار چیزیں لازمی ہیں استفاضہ کے لئے

اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد

یعنی اپنے ایک ایک حال کی شیخ کو اطلاع کرتا رہے اس پر شیخ جو ہدایت دے اس پر عمل کرتا رہے یہ یقین رکھے کہ میرے لئے اس شیخ سے زیادہ انفع کوئی اور نہیں ہے اور پابندی سے عمل کرتا رہے۔

ایک صاحب نے حکیم الامت قدس سرہٗ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ جواباً عرض ہے کہ مجھے اصلاح کا طریق معلوم نہیں ہیں اس سے بالکل جاہل ہوں آپ لئے میرے لئے طریق اصلاح تجویز فرمائیں۔ فرمایا کہ طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے نفس کا ایک ایک عیب ظاہر کرو اور مجھ سے اس کا

---

[۱] انفاس عیسیٰ صفحہ جلد ۱ ، [۲] ، [۳] ، [۴] ملفوظات مقالات حکمت صفحہ

علاج پوچھو اور میں جو بتلاؤں اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اطلاع دو۔[1] النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ

اصلاح کا آسان نسخہ

اور جب تک کوئی مربی ملے اور اس سے اصلاحی تعلق قائم ہو اس وقت تک اپنے طور پر خانگی طور پر اس طرح اصلاح کرتے رہیئے کہ دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ اے اللہ میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادہ سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادہ سے سب کچھ ہو سکتا ہے میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ میں سخت نالائق ہوں سخت خبیث ہوں سخت گنہ گار ہوں میں تو عاجز ہو رہا ہوں آپ ہی میری مدد فرمایئے میرا قلب ضعیف ہے گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں آپ ہی قوت دیجئے میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجئے۔ اے اللہ جو گناہ میں نے اب تک کئے ہیں انہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرمایئے گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہیں کروں گا میں جانتا ہوں کہ پھر کروں گا لیکن معاف کرالوں گا۔ غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی عجز کا اقرار اور اپنی اصلاح کی دعا اور نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو، بد پرہیزی بھی مت چھوڑو، صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا سامان ہو گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی شان میں بھی بھٹہ نہ لگے گا۔ دشواریاں بھی پیش نہیں آئیں گی غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

اصلاح کے مختلف طریقے ہیں

ہر شخص کا مزاج علیحدہ ہے قوت عملیہ و علمیہ الگ الگ ہے۔ جذب و رسوخ کی صلاحیت جدا جدا ہے اس لئے ہر شخص کے لئے ایک ہی طریقہ علاج موثر نہیں ہو سکتا یہ کام شیخ کامل کا ہے ارشاد فرمایا کہ طریق الرسول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق (اللہ تک پہنچنے کے راستے مخلوق کے

---

[1] تربیت السالک حصہ دوم ص۲۰

سانسوں کے برابر ہیں (جس طرح وصول کی ایک صورت یہ ہے کہ حرم میں نماز پڑھو۔ یہ بھی ایک صورت ہے کہ کسی عذر سے گھر میں نماز پڑھو اور حرم کو ترستے رہو[1]

اس پوری گفتگو سے یہ بات تو الحمدللہ واضح ہوگئی کہ اپنے امراض روحانی کی اصلاح کی فکر کرنا فرض عین ہے اور اعمال کی اصلاح خود کتابیں دیکھ کر یا ذہنی اختراعی تدابیر اختیار کر کے کرنا ممکن ہی نہیں اس کے لئے صرف کاملین اہل اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کرنا ہی مفید ہوتا ہے

اہل اللہ سے بیعت ہونا بھی معین اصلاح ہے

اور فرمایا یہ یقینی اور صحیح ہے کہ بیعت طریقت کی ضرورت عام نہیں لیکن باوجود اس کے پھر بھی نفس میں بعض امراض خفیہ ہوتے ہیں کہ وہ بدون تنبیہ شیخ محقق عارف کی سمجھ میں نہیں آتے اور اگر سمجھ میں بھی آجاتے ہیں تو ان کا علاج سمجھ میں نہیں آتا اس لئے تعلق شیخ حق سے ضروری ہوتا ہے[2]

پیری مریدی کی حقیقت

پیری مریدی نام ہی ہے معاہدۂ اطاعت من جانب المرید و معاہدۂ تعلیم و اصلاح من جانب الشیخ۔ بیعت یعنی ہاتھ میں ہاتھ دینا نہ مقصود ہے نہ کسی مقصود کا موقوف علیہ۔ صرف رسم مشائخ ہے اور حقیقت بیعت کی یہ ہے کہ مرید کی طرف سے اتباع کا التزام ہو اور شیخ کی طرف سے تعلیم کا، اگر ایسا معاہدہ ہو خواہ قولاً ہو یا حالاً (کیونکہ معاہدہ کبھی حالیہ ہوتا ہے) تو بیعت کا تحقق ہوگیا۔ اب شیخ کا مرید کو تبلیغ نہ کرنا وعدہ خلافی اور خیانت ہے[3] گویا بیعت ایک معاہدہ ہے کہ انسان اپنی اصلاح کے لئے اہل اللہ میں سے کسی ایک بزرگ سے جس سے کامل مناسبت ہو یہ معاہدہ کرے کہ میں اپنے حالات کی آپ کو اطلاع کرتا رہوں گا آپ میرے حالات اور امراض سن کر مجھے حق کی تعلیم و ہدایت فرماتے رہیں میں اس پر پابندی کے ساتھ عمل کرتا رہوں گا۔ اس معاہدہ کی ایک صورت زبانی ہے اس کو اصلاحی تعلق کہتے ہیں۔ ایک شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر معاہدہ کرنا ہے اس کو بیعت وارشاد کہتے ہیں

---

[1] انفاس عیسیٰ ص ۱۳ جلد ۱ [2] انفاس عیسیٰ ص ۲۳ [3] انفاس عیسیٰ ص ۲۹

بیعت کا فائدہ اوراصل چیز تو تعلیم ہے بیعت ضروری نہیں البتہ اس سے تعلق زیادہ ہو جاتا ہے اور شیخ اس کی اصلاح کو اپنے ذمّہ واجب سمجھ کر اس کی جانب زیادہ متوجہ رہتا ہے فرمایا کہ میں علی الاعلان وعظ کے مجمعوں میں تصوّف کے دستور العمل بیان کر دیتا ہوں ہر خاص و عام کے عمل کرنے کے لئے لیکن ساتھ ہی اتنا ضروری ہے کہ خط وکتابت کے ذریعہ اپنے حالات سے وقتاً فوقتاً مطلع کرتا رہے۔ جیسے کہ مریض کو طبیب سے اپنے مزاج کا تغیّر وتبدّل کہتے رہنا لازمی ہے تاکہ وہ مناسب حال نسخہ میں اصلاح کرتا رہے[1]

بیعت کی شرائط جب تک اس قدر اشتیاق غالب نہ ہو جیسے پیاسے کو پانی کا اشتیاق ہوتا ہے اس وقت تک مرید نہ ہونا چاہیئے[2]

فرمایا کہ اس خاص رسم کا جس کا نام عرف میں بیعت ہے موقع اس وقت ہے جب اپنے خادم دینی سے (جس سے تعلق قائم کرنا چاہتا ہے) اس درجۂ محبت اور طبعی تعلق ہو جاوے کہ اگر وہ (العیاذ باللہ) سراپا نقص ہی نقص بن جائے تب بھی خواہ اس سے اعتقاد نہ کرے یا ضعیف ہو جائے لیکن اس سے انقباض نہ ہو اور جب تک اس کی تعلیم دل کو لگتی رہے۔ تعلیم کا سلسلہ اس کے ساتھ جاری رکھے اور اگر تعلیم دل کو نہ لگے تو تعلیم بھی ترک کر کے اطلاع کر دی جائے تاکہ وہ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو اور دوستی کا علاقہ پھر بھی اس کے ساتھ باقی رکھے گو معصیت میں اس کی اطاعت نہ کرے۔ بشرطِ بقائے ایمان۔[3]

اس تفصیل کے ساتھ ہی شیخ کامل کی پہچان معلوم کر لینی چاہیے۔

شیخ کی صحیح پہچان عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ کمال ومقصود بدون استاد کے حاصل نہیں ہوتا تو جب اس راہ میں آنے کی توفیق ہو۔ استاد طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہیے۔ جس کے فیض تعلیم و برکت صحبت سے

---

[1] مقالات حکمۃ ص۱۲۳ [2] مقالات حکمۃ ص۴۲ [3] ترتیب السالک ص۲۲ جلد ۲

مقصود حقیقی تک پہونچ سکے چونکہ بدون علامت تلاش ممکن نہیں اس لئے اس مقام پر شیخ کامل کی شرائط و علامات لکھی جاتی ہیں۔ اوّل علم شریعت سے بقدر ضرورت واقف ہو خواہ تحصیل سے (کسی مدرسہ میں پڑھ کر) یا صحبت علماء سے تاکہ فساد عقائد واعمال سے محفوظ رہے اور طالبین کو بھی محفوظ رکھ سکے ورنہ مصداق او خویشتن گم ست کرا رہبری کند (وہ تو خود ہی گم اور کھویا ہوا ہے وہ کیسے دوسروں کی راہنمائی کرے گا) کا ہوگا۔ دوّم متقی ہو یعنی ارتکاب کبائر و اصرار علی الصغائر سے بچتا ہو سوم تارک دنیا راغب آخرت ہو ظاہری باطنی طاعات پر مداومت رکھتا ہو ورنہ طالب کے قلب پر برا اثر پڑے گا۔ چہارم مریدوں کا خیال رکھے کہ کوئی امر ان سے خلافِ شریعت و طریقت ہو جائے تو ان کو متنبہ کرے۔ پنجم یہ کہ بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہو ان سے فیوض و برکات حاصل کئے ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ اس سے کرامات و خوارق بھی ظاہر ہوتے ہوں نہ یہ ضروری ہے کہ تارکِ کسب ہو دنیا کا حریص و طامع نہ ہو اتنا کافی ہے (از قول جمیل)[1]

ارشاد فرمایا کہ پیر کامل وہ ہے جو محق بھی ہو اور محقق بھی ہو محق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے عقائد صحیح ہوں متبع سنت ہو اور محقق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وساوس نفس پر اس کی گہری نظر ہو[1]

اس کے اعمال ظاہرہ و باطنہ منہاج شریعت پر ہوں اس کی صحبت سے استفادہ کرے اصل چیز اعمال ہی ہیں اور حدود وسنت کے اندر رہ کر جو کیفیت پیدا ہوتی ہے تو وہ بعض مرتبہ اتنی لطیف ہوتی ہے کہ خود صاحب کیفیت کو بھی اس کا ادراک نہیں ہوتا۔[2]

عطائی اور طبیب حاذق کا فرق

طبیب حاذق کے ہاتھ سے اگر کسی کو شفا نہ ہو اور مر جائے تو اس سے باز پرس نہ ہوگی، کیوں کہ وہ فن کو جان کر علاج کرتا ہے بخلاف عطائی کے کہ

---

[1] انفاس عیسیٰ صـ۳۰ [2] انفاس عیسیٰ صـ۴۸

اس کے ہاتھ سے کسی کو شفار ہوگئی جب بھی مواخذہ ہوگا۔ اور کوئی مرگیا تو اچھی طرح گردن ناپی جائے گی کیونکہ وہ فن سے واقف نہیں۔ [1]

بیعت کے بعد شیخ کا کام

بیعت کے بعد جن چیزوں پر روک ٹوک زیادہ ضروری ہے وہ اس قسم کی ہیں، کبر، عجب، اضاعتِ حقوق العباد، حسد وبغض فساد ذات البین وغیرہ مگر آج کل ان امور میں مطلق روک ٹوک نہیں حالانکہ پہلے زمانے میں مشائخ کو اوّل اسی کا زیادہ اہتمام تھا روک ٹوک کرتے تھے بلکہ تدبیروں سے ان امراض کو قلب سے نکالتے تھے۔ مثلاً کسی کو زینت پرستی میں مبتلا دیکھا تو اسے سڑکوں پر یا خانقاہ میں چھڑکاؤ کرنا، جھاڑو دینا بتادیا۔ اور جس میں تکبر دیکھا اس کو نمازیوں کے جوتے سیدھے کرنا تعلیم کردیا۔ افعال تواضع میں خاصیت ہے کہ تواضع پیدا ہوجاتی ہے [2] شیخ کے ذمّہ طالبین کا افادہ فرض ہے اس کے ذمّہ ضروری ہے کہ ایک وقت افادہ کیلئے بھی مقرر کرے [3]

متعلقین ومریدین میں اخلاص نہ ہو تب بھی شیخ اصلاح سے غافل نہیں ہوتا

یہاں امام عبدالوہاب شعرانی کی ایک عبارت کا ترجمہ نقل کرنا نامناسب نہیں ہوگا اس لئے نقل کرتا ہوں فرمایا اللہ والوں کے اخلاص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب ان کو قرائن سے اپنے متعلق کا عدم اخلاص معلوم ہوجاتا ہے تو وہ ان کی تعلیم سے دست بردار نہیں ہوتے۔ کیونکہ تعلیم مقصود شارع ہے (اور اصلاحِ نیت فرض متعلم پس وہ اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور فرض متعلم کو اس کے اور خدا کے حوالہ کرتے ہیں) اور شارع نے جو اپنا مقصود تعلیم رکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کے دو فائدے ہیں ایک اس پر عمل اور دوسرا احیاءِ شریعت اب اگر کسی کی نیت میں خلوص نہ ہوگا تو

---

[1] انفاس عیسیٰ ص۲۲ [2] انفاس عیسیٰ ص۱ [3] انفاس عیسیٰ ص۳۵

احیاء شریعت تو اس سے بھی ہو گا لہٰذا صاحب علم اس سے بہر حال ماجور ہو گا۔ خواہ (عمل و احیاء کے سبب) اسے پورا اجر ملے یا (صرف احیاء کے سبب) اجر ناقص ملے[1]

بیعت کے بعد مرید کا کام

اسی لئے طالب کے واسطے چار چیزوں کی ضرورت ہے۔ دو تو بیعت سے پہلے اور دو بیعت کے بعد ہمیشہ تک پہلی دو چیزیں اعتقاد و اعتماد ہیں۔ اگر شیخ پر اعتقاد نہ ہو گا تو فائدہ نہیں ہو گا۔ اعتقاد یہ ہونا چاہیے کہ اس کی تعلیم و تربیت میرے لئے سب سے انفع ہے۔ یہی معنی ہیں شیخ کو اوروں سے کامل سمجھنے کے۔ دوسرے اعتماد ہونا بھی ضروری ہے اگر اعتماد نہ ہو گا تو اس کی تعلیم و مشورہ میں خلجان رہے گا۔

اب دوسری دو جن کی ضرورت بیعت کے بعد ہے اطلاع اور اتباع کیونکہ بدون اطلاع کے شیخ طالب کیلئے کوئی تجویز یا ترمیم کیسے کرے گا۔ اس لئے کہ ہر شیخ کو صاحب کشف ہونا اور صاحب کشف کے لئے ہر وقت کشف ہونا ضروری نہیں کہ بغیر اطلاع کے اس کو خبر ہو جایا کرے۔ پھر اطلاع کے بعد اتباع ہے کہ جو شیخ نے بتایا بس اس میں کمی بیشی نہ کرے اور اپنی رائے سے کچھ نہ کرے اور اگر امر شیخ کے اتباع میں دشواری یا مشقت یا ضرر دیکھے اس کی بھی شیخ کو اطلاع کرے شیخ کوئی مناسب تجویز کر دے گا۔

اس مضمون کو حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے شعر میں بیان فرمایا ؎

چار چیزیں لازمی ہیں استفادہ کیلئے ؛ اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد

اور ناچیز نے بھی ایک قطعہ میں اس قسم کا مضمون عرض کیا ہے ؎

ہے معیت راہنمائے دین کی شرط وصول ؛ اطلاع حال دل ہے کامیابی کا اصول

بے رفیق و آشنا اس راہ میں چلنا عبث ؛ رہنمائے حق کو کہتے ہیں یہاں ظل رسول

---

[1] احوال الصادقین امام شعرانی ص ۱۵۹ شائع کردہ صدیق ملتان

اس لئے مرید کا کام یہ ہے کہ جیسے ایک جسمانی امراض کا مریض جب کسی کامل حاذق حکیم یا ڈاکٹر کے پاس چلا جائے تو وہاں صرف اس کے ہاتھ میں نبض دے کر کامل اعتقاد وانقیاد کا معاملہ کرتا ہے اسی طرح روحانی امراض کے مبتلا آدمی کو بھی کسی شیخ کامل حاذق الاطباء کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔ جب کوئی متقی عابد وزاہد مصلح مل جائے تو اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر مریض جسمانی سے زیادہ اعتقاد وانقیاد کا معاملہ کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ مریض کو طبیب کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد اپنی رائے کو دخل نہیں دینا چاہیئے یہ اصول معالجہ کے خلاف ہے۔

حق تعالیٰ اس ناکارہ کی اور تمام مسلمانوں کی ظاہری و باطنی اصلاح فرمائے اور کاملیں اہل اللہ کی معیت نصیب فرماکر انقیاد کے ساتھ ان کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فقط احقر بلال حسین تھانوی

خادم مدرسہ جامع العلوم اشرفیہ باغپت ضلع میرٹھ

مختصر تعارف

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

برادران اسلام! مدرسہ جامع العلوم اشرفیہ باغپت میرٹھ کا قیام جن حالات کے تحت ہوا وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے تمام ضلع باغپت اور قرب وجوار میں کوئی ایسا دینی ادارہ نہیں تھا جو تشنگان علوم کی سیرابی کا ذریعہ ہو جس میں قرآن وحدیث کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہو اور قرب وجوار کو فیضیاب کر سکے۔ چنانچہ اس کمی اور ایک بڑے خلار کو پُر کرنے کے لئے آپ کے مدرسہ جامع العلوم اشرفیہ کا قیام عمل میں آیا اور اس نے بڑی خاموشی کے ساتھ اشاعت علوم دینیہ کا بلند وبالا کام انجام دینا شروع کر دیا۔ زندگی کے ابتدائی سالوں میں مدرسہ اور کارکنان مدرسہ کو بڑی دشواری اور صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مدرسہ ہذا کبھی مساجد اور کبھی کرایہ کے مکانوں میں منتقل ہوتا رہا اور اس کارخیر کے لئے باغپت کی سرزمین بڑی سنگلاخ ثابت ہوئی لیکن خدا کا فضل وکرم اور ارباب خیر کی دعا اور ہمت افزائی نے میرے پائے استقلال کو ڈگمگانے نہ دیا اور بالآخر بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد۔ وہ لمحہ آہی گیا جس کا تمام محبانِ اسلام ارباب صلاح وفلاح اور تشنگان علوم دینیہ کو بڑی شدت سے انتظار تھا اور مدرسہ کے مستقل قیام کے لئے وقتاً فوقتاً مدرسہ کی تاسیس سے لے کر آج تک کئی مرتبہ تقریباً دس لاکھ روپے کی اراضی خریدی جا چکی ہے۔ جامعہ کے عزائم ومنصوبوں کے پیش نظر یہ اراضی ناکافی ہے۔

اس میں فی الحال پانچ درس گاہیں مع برآمدہ اور کچھ عارضی تعمیر ایک دفتر، دو دار المدرسین بیت الخلار وغیرہ کی ہو چکی ہے۔ دار الاقامہ نہ ہونے کی بنار پر طلبار ومدرسین کو درس گاہوں میں ہی قیام کرنا پڑتا ہے اور نماز پنج گانہ مسجد نہ ہونے کی وجہ سے درس گاہوں میں ہی

باجماعت ادا کی جاتی ہے جس میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ یقیناً ایسے ادارہ کی تعمیر و ترقی کی طرف اصحاب وسعت اہل دولت و ثروت کو متوجہ ہونا اور تعاون پیش کرنا زبردست خدمت دین و باعث اجر و ثواب ہے۔

بزرگو دوستو! یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی ہر طرح کی فلاح و کامیابی اس دین متین سے وابستہ ہے جس کو لے کر خاتم الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور اس دین پر جس قدر عمل کیا جائے گا اور دینی کاموں میں جس قدر بلند ہمتی اور دلچسپی سے حصہ لیا جائے گا اسی قدر اللہ پاک کی طرف سے نصرت اور کامیابی کا فیصلہ ہوگا۔

محترم برادران ملت : موجودہ حالات میں اس قسم کے دینی اور علمی و تربیتی اداروں کا استحکام بہت ضروری ہے جو اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں میں علم دین کی اشاعت کے لئے ہمہ وقت کوشش کر رہے ہیں۔ دراصل ہندوستانی مسلمانوں کی تہذیب کی بقاء اور ہماری نسلوں کے ایمان کی حفاظت میں ان دینی چھاؤنیوں کا بڑا دخل ہے۔ اگر ہماری بے توجہی سے ان مدارس کو جو زبردست دین کے قلعے ہیں نقصان پہنچتا ہے یا یہ محفوظ نہیں رہتے تو سمجھئے کہ ہمارے دین کی بنیادیں ظاہری اسباب سے کمزور ہو چکی ہیں ان کی حفاظت ہمارا ملی فریضہ ہے چوں کہ یہی مدارس ہماری آنے والی نسلوں کے لئے شمع ہدایت اور مینارۂ نور ثابت ہوں گے۔ ان ہی مدرسوں سے نکلنے والے طلباء سے ہم کو شرعی ماحول اور اسلامی زندگی ملتی رہے گی اور یہی طلباء اسلام کو زندہ و سربلند رکھ سکتے ہیں۔

ہندوستان کے نہیں بلکہ اس صدی کے دنیائے اسلام کے مفسر اعظم حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے تفسیر بیان القرآن ص۱۶۴ میں فرمایا ہے کہ ہمارے ملک میں اس آیت کے مصداق سب سے زیادہ مستحق وہ حضرات ہیں جو علوم دینیہ کی اشاعت میں مشغول ہیں پس سب سے اچھا مصرف طلباء ٹھہرے اور بعض مفسرین کی رائے کے مطابق

طلباء و مدارس دینیہ مجاہدین فی سبیل اللہ کی جماعت میں داخل ہیں اور پھر یہ صدقۂ جاریہ بھی ہے۔
لہٰذا تمام مسلمانوں سے عموماً اور صاحب خیر مال و دولت سے خصوصاً اپیل ہے کہ جامعہ ہٰذا کے منصوبوں کے مطابق تعمیری و تعلیمی سرگرمیوں میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔ شدید گرانی سے پیدا شدہ مشکلات کا اندازہ ہر شخص کو ہے۔ اس کا اثر آپ کے محبوب ادارہ جامع العلوم اشرفیہ پر بھی ہے۔ مدرسہ میں بیرونی طلباء قرب و جوار کے علاوہ دیگر صوبوں مثلاً بہار، بنگال، کشمیر، ہریانہ، پنجاب وغیرہ کے کثیر تعداد میں داخل ہوتے ہیں۔
شعبۂ عربی، فارسی، حفظ و ناظرہ، قواعد و تجوید، اردو، دینیات، ہندی، حساب کی تعلیم باقاعدہ دی جاتی ہے اور ملک کے گوشے گوشے میں تعلیم اور تبلیغ کا کام انجام دے رہا ہے لہٰذا آئندہ مدرسہ ہٰذا کا فوری اہم تعمیری ضروریات کا تخمینہ مع مسجد کے تقریباً ساٹھ لاکھ روپے کا ہے جو کہ ملت کے ہی بہی خواہوں اور دین محمدیؐ کے جاں نثاروں کے لئے سنہرہ موقع ہے۔ یقیناً ایسے ادارہ کا تعاون باعث اجر و ثواب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ادارہ کے تعاون کے شرف حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو ملت کے صاحب خیر حضرات کے تعاون کا محتاج ہے۔
روزانہ بعد نماز عصر تمام طلبہ و مدرسین حضرات ختم خواجگان میں شریک ہو کر اہل بستی اور تمام امت محمدیہ کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ نیز بیماروں اور حاجت مندوں اور پریشان حالوں کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ مدرسہ کی کوئی خاص آمدنی نہیں ہے۔ محض توکل علی اللہ پر کام چل رہا ہے۔

فقط

احقر بلال حسین تھانوی خادم مدرسہ جامع العلوم اشرفیہ باغپت شہر یوپی

باسمہ تعالیٰ شانہ

HAKIM MUHAMMAD AKHTAR

NAZIM
MAJLIS-E-ISHATUL HAQ

KHANQAH IMDADIA ASHRAFIA
ASHRAFUL MADARIS
GULSHAN-E-IQBAL-2, KARACHI.
P.O.BOX NO. 11182
PHONES : 461958 - 462676 - 4981958

حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ
ناظم مجلس اشاعۃ الحق
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ / اشرف المدارس
ایس ٹی ۔ اے ۔ گلشن اقبال بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲
فون: ۴۶۱۹۵۸ - ۴۶۲۶۷۶ - ۴۹۸۱۹۵۸

مکرمی المحترم جناب مولانا حافظ قاری بلال حسین صاحب زید لطفہ السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مزاج گرامی

آپ کا مرتبہ رسالہ "اصلاح باطن اور اس کا طریقہ" پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی ۔ یہ رسالہ اہل طریق اور متلاشی حق کیلئے اکسیر ہے اور حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کے حوالوں سے نہایت معتبر اور مستند ہے ۔ دل سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس رسالہ کو شرف قبول فرما کر امت مسلمہ کیلئے نافع اور صدقہ جاریہ بنائیں ۔ آمین

دعوات صالحہ میں یاد رکھنے کی گزارش ہے

العارض حکیم محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱ رمضان ۱۴۱۴ھ کراچی

باسمہ تعالیٰ

حضرات گرامی!

میں نے اس کو اپنے لیے بڑی سعادت مندی سمجھا کہ مجھ جیسے ناکارہ کی کتاب اصلاح باطن کا عارف اللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب زید مجدہم نے مطالعہ فرمانے کے بعد ایک والا نامہ ارسال فرمایا جو موصول ہوا چونکہ مجھ سے حضرت والا حکیم صاحب کا بچپن سے تعلق ہے اور اسی محبت و شفقت کی وجہ سے حضرت والا حکیم صاحب نے اپنی تحریر میں اس کتاب کے ایک جملہ کی نشاندہی فرمائی جو مجھے بے حد پسند آیا اور دل سے امتنان و تشکر کی صدا بلند ہوئی میں نے اس مرتبہ طباعت میں اسکو کتاب میں شامل کر لیا۔ اب بعینہٖ حضرت والا حکیم صاحب کا مکتوب گرامی قارئین کی نذر کیا جاتا ہے۔

اس رسالہ کے صفحہ ۱۲ پر یہ جملہ قابل تبدیلی معلوم ہوتا ہے۔

جو ملت کے صاحب خیر حضرات کے تعاون کا محتاج ہے

یہاں لفظ محتاج کی جگہ کوئی دوسرا لفظ مناسب کا انتخاب کر دیجئے۔ کیونکہ ہم سب دین کی خدمت کے محتاج ہیں دین ہمارا محتاج نہیں۔

اگر آپ کو پسند آئے تو اسطرح آئندہ طباعت میں اس جملہ کو تبدیل کر دیجئے

ملت کے صاحب خیر حضرات کیلئے تعاون کا اور صدقۂ جاریہ کا بہترین موقع ہے

آپکی محبت قدیم جو برسوں ناکارہ سے رہی اسکے پیش نظر یہ سعادت حاصل کی ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

مرکز الجامعۃ الاسلامیہ جامع العلوم اشرفیہ باغپت
تحفیظ القرآن کا
خوشنما منظر

اظہار حقیقت

الحمد اللہ تعالیٰ کہ حضرت اقدس سراج الملت مولانا شاہ سید بلال حسین تھانوی زید فضلہ مہتمم الجامعۃ العلوم اشرفیہ شہر باغپت خلیفۂ ارشد حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت محی السنہ مولانا شاہ سید ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے مخصوص خلفاء میں سے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت دامت برکاتہم و مدفیوضہم کے زیر سرپرستی اس وسیع ملک کے بہت سے مدارس ہیں جو کہ الحمد اللہ تعالیٰ دینی اور تعلیمی اور اصلاحی تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں اور یہ شرف حضرت والا کو خاندانی وراثت میں ملا ہوا ہے۔ حضرت والا کے والد ماجد حضرت اقدس سراج الامت مولانا قاری حافظ الحاج شاہ سید حامد حسین صاحب قدس اللہ سرہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ تھانہ بھون وخلیفۂ اجل حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ اور جد امجد حضرت حافظ قاری الحاج سید زاہد حسن امروہوی جو کہ حکیم الامت نور اللہ مرقدہ سے مجاز صحبت اور اپنے ہم عصروں میں ہر اعتبار سے ممتاز تھے چنانچہ حضرت والا اسی چشمۂ صافی کے گوہر آبدار اور چشم و چراغ ہیں، الحمد اللہ تعالیٰ یہ اسی سلسلہ کا فیض و برکت ہے کہ حضرت والا کو اللہ تعالیٰ نے گوں ناگوں صفات اور کمالات وعظ وخطابت کی بہترین صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ گھنٹوں گھنٹوں علمی و دینی اور اصلاحی موضوعات پر جامع و مانع انداز میں لطائف وحقائق پر مشتمل خطاب فرماتے ہیں آپ کا انداز بیان بڑا شیریں و دلچسپ و دلنشین و دل پذیر ہوتا ہے، الفاظ بڑے جچے تلے موقع ومحل کے بالکل مناسب اور موضوع ہوتے ہیں۔ آپ کے بیانات سے عوام وخواص یکساں طور پر لطف اندوز ومحظوظ ہوتے ہیں۔ بناء بریں اندرون وبیرون ملک مختلف جلسوں وکانفرنسوں میں آپ کو بصد اصرار مدعو کیا جاتا ہے۔ آپ کا سلسلہ بیعت وارشاد وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ حضرت مرشدی تھانوی مدظلہ کے فیوض و برکات کو عام فرمائے اور عمر میں عافیت وصحت برکت عطا فرما کر آپ کا سایۂ شفقت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے (آمین)۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرشدی تھانوی مدظلہ کو وعظ وخطابت سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے، اسی لیے آپ کے مواعظ وتقاریر ملک وبیرون ملک ہوتے رہتے ہیں اور ہزارہا بندگان خدا مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کے مواعظ سینکڑوں کی تعداد میں کیسٹوں میں محفوظ ہیں جو آپ کے عقیدت مندوں اور متوسلین کے پاس ہیں۔ حضرت مرشدی تھانوی مدظلہ کے بعض متوسلین ومعتقدین اور محبین کے اصرار پر حضرت کے بعض سعادت مند تلامذہ واہل علم حضرات نے شائع کرنے کا عظم مصم کیا ہے تاکہ یہ پھیلا ہوا ذخیرۂ علم ومعرفت محفوظ ہو کر امت کے قدردان طبقہ تک پہنچے اور تا قیامت افادۂ عام کا ذریعہ بنے (آمین)۔

یکے از خدام شیخ طریقت سراج الملت تھانوی مدظلہ العالی

مدرسہ جامع العلوم اشرفیہ، باغپت شہر، یوپی

❖ دارالمؤلفین ٹیلگرام چینل ❖

دارالمؤلفین - اردو، فارسی، عربی اور انگریزی - کتب کا ایک بڑا اور نہایت کارآمد ٹیلیگرام چینل ہے۔ جس میں آپ کو سات ہزار سے زائد کتابوں کا عظیم ترین ذخیرہ، ہر موضوع پر الگ الگ فہرستیں، نیز مشہور مصنفین کی الگ الگ فہرستیں آپ کو ملیں گی۔ جیسے:

(1) عقائد و علم کلام	(2) تفسیر	(3) علوم القرآن	(4) احادیث
(5) علوم الحدیث	(6) شروحات حدیث	(7) فقہ	(8) اصول فقہ
(9) احکام و مسائل	(10) بلاغت	(11) منطق وفلسفہ	(12) نحو وصرف
(13) ادب؛ عربی، فارسی، اردو	(14) سیرت رسول اکرم ﷺ	(15) سیرتِ صحابہ	(16) سیرتِ اکابر
(17) تازہ ترین رسائل وجرائد	(18) درس نظامی (مکمل)	(19) درود ودعائیں	(20) ردفرق باطلہ

☆ Join & Share ☆

https://telegram.me/darulmuallifeen

❖ فہرست کتب ٹیلگرام چینل ❖

دارالمؤلفین ٹیلگرام چینل میں اپلوڈ کی گئی؛ ایک سے زائد جلدوں والی کتب کی فہرست، مشہور شخصیات کی کتب کی فہرست اور درس نظامی کی (درجہ تا دورۂ حدیث وتکمیلات) کتب کی فہرست نیز فن اور موضوع کے اعتبار سے الگ الگ فہرست تیار کی گئی ہیں۔

☆ Join & Share ☆

http://telegram.me/darulmuallifeenfehrist

❖ رہنمائے خطباء ٹیلگرام چینل ❖

خطباءِ عظام کے لیے حالات حاضرہ کے مطابق خطبات وبیانات، مقالات مضامین اور ماہنامے سے مختلف عنوانات پر قیمتی مواد ڈاؤن لوڈ لنکس سمیت فہرست یا پی، ڈی، ایف کی شکل میں ارسال کی جاتی ہے۔

☆ Join & Share ☆

https://telegram.me/rahnuma_e_khutaba

دارالمؤلفین ٹیلگرام چینل